مکائدِ شیطان

مصنف

حضرت سید شبیر احمد کاکا خیل دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد اقبال مدنیؒ

خانقاہ امدادیہ راولپنڈی 051-4411088

”مکائدِ شیطان“

از سید شبیر احمد کاکاخیل

خلیفہ مجاز

حضرت صوفی محمد اقبال مدنیؒ

حضرت سید تنظیم الحق حلیمی صاحب مدظلہ

حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب مدظلہ

مسترشد حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ

ڈپٹی چیف انجنئیر پیاس پاکستان اٹامک انرجی کمیشن

ممبر مرکزی رویت ہلال کمیٹی

ضبط و ترتیب جناب محمد نواز خان

خلیفہ مجاز سید شبیر احمد کاکاخیل

خانقاہ امدادیہ راولپنڈی 0300 5010542

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنِ۔اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنِ۔اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(۲۰۸)وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلواۃُ وَالسَّلَامُ حُبُّ الدُّنْیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا(۱۶) وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی(۱۷) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ۔

بزرگو اور دوستو

اللہ جل شانہ ہم پر بہت مہربان ہیں۔اللہ جل شانہ چاہتے ہیں کہ ہمیں نفع پہنچے۔اور شیطان کا کام ہمیں نقصان میں ڈالنا ہے۔وہ ہمارا پکا دشمن ہے۔اللہ جل شانہ نے ہمارے اوپر مہربانی فرما کر شیطان کے جو مکائد (چالیں) ہیں وہ قران پاک میں مختلف جگہوں پر بیان فرمائے ہیں۔

﴿ہدایت کیا ہے ؟﴾

یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ چاہتا ہے کہ لوگ روشنی یعنی ہدایت کی طرف چلیں۔اپنے فائدے کی طرف چلیں۔لیکن شیطان ان کو اغواء کرتا ہے اور ان کو ایسی چیزوں میں پھنساتا ہے جس سے ان کو آخرت کا نقصان ہو،جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں، اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ۔ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ۔ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (۲۵۷) **کہ اللہ جل شانہ مومنین کا دوست ہے۔اور ان کو اللہ**

پاک نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی کی طرف، یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔اور جو کفار ہیں وہ شیطان کے دوست ہیں۔شیطان ان کو ہدایت سے نکال کر گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ بے شک یہی لوگ ہیں جو کہ آگ والے ہیں، ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔اور ہمیشہ کے لئے اس میں رہیں گے۔تو ہمیں جو محدود زندگی ملی ہے اس محدود زندگی میں ہمیں اپنے اپنے وسائل اور حالات کے اندر اللہ پاک کی بات ماننی ہے اور کامیاب ہونا ہے۔شیطان ہمارا وقت ضائع کرے گا۔اس کی کوشش یہ ہوگی کہ اس وقت کو ضائع کرے اور ہم اس نتیجے تک نہ پہنچ سکیں لہذا وہ مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعے ہمیں اپنے مقصد سے ہٹائے گا اور ہم لوگوں کو ہدایت سے محروم کروانا چاہے گا۔

ہدایت سے محرومی کیوں؟

سورج جب آسمان پر موجود ہو تو ہر وہ چیز جس کے لئے سورج سے پردہ نہیں ہے اس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے اور وہ روشن ہوتی ہے۔لیکن اگر کوئی دوسری چیز سورج اور اس چیز کے درمیان آجائے تو سورج کی روشنی اس پر تو نہیں پڑے گی لیکن ارگرد کی جو روشنی منعکس ہو رہی ہے وہ اس کو پہنچے گی۔تو وہ چیز مکمل اندھیرے میں تو نہیں ہوگی لیکن سورج کی روشنی اس پر براہ راست نہیں پڑے گی۔تو شیطان یہ کرتا ہے کہ وہ سب سے پہلے تو درمیان میں آتا ہے اور ہماری نفس کی خواہشات کو درمیان میں لا کر حقیقت کو ہم سے اوجھل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان حقیقت شناس نہیں ہوتا اور اپنے خیر اور اپنے نفع کو نہیں پہچانتا، لہذا گمراہ ہو جاتا ہے۔شیطان اس پر بس نہیں کرتا بلکہ اس کے اردگرد جو ہدایت کی روشنی انعکاسی طور پر آتی ہے اس سے بھی وہ محروم کرنا شروع کر دیتا ہے یعنی ان ہی خواہشات کے ذریعے اس نظام ہدایت کا مخالف بنا دیتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کو بالکل

ملفوف کردیتا ہے تاکہ چاروں طرف سے اس کو کوئی روشنی نہ پہنچے۔اس وقت انسان ہدایت سے بالکل محروم ہوجاتا ہے کیونکہ پھر اسے کسی طرف سے بھی روشنی نہیں پہنچتی۔ایسی حالت کی طرف قرآن میں اشارہ ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ(۷) پھر انسان ہدایت کے کسی بھی نظام سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، کیونکہ ہر طرف سے اس کو محروم کردیا گیا۔تو شیطان کی ہمیشہ یہی کوشش رہے گی کہ ہمیں اللہ جل شانہ سے کاٹ دے اور ہمیں اپنی نفس کی خواہشات کے اندر الجھائے اور ہمیں نظام ہدایت کا دشمن بنادے۔یہ اس کی خواہش ہے۔اس کے لئے وہ ہر طرح کا طریقہ اختیار کرے گا۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم شیطان کی چالوں کو سمجھیں اور کسی طریقے سے بھی اس کی چال میں نہ آئیں اور اپنے آپ کو بچائیں، یہ کیسے ہوگا اس پر میں آج انشاءاللہ بات کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ بہت ضروری چیز ہے۔ یہ کھیل ہمارے ساتھ مسلسل ہورہا ہے۔شیطان کسی کو بھی فارغ نہیں چھوڑتا۔

شیطان کا وار اور نظام ہدایت

اللہ جل شانہ نے ہمیں دل بھی دیا ہے اور نفس بھی دیا ہے۔ دل کی دو کھڑکیاں ہیں ایک اللہ کی طرف کھلتی ہے القاء رحمانی کے لئے جس سے مسلسل اللہ کی طرف سے ہدایت آتی رہتی ہے، یعنی روشنی آتی رہتی ہے۔اور دوسری طرف سے القاء شیطانی ہے، جو مسلسل گمراہی کے راستے پر لے جاتی ہے۔شیطان ہماری چھپی ہوئی خواہشات کو بنیاد بنا کر ہمیں اللہ پاک سے ہٹانا چاہتا ہے۔اب شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اللہ جل شانہ سے جو ہدایت آرہی ہے اس کے لئے کسی چیز کو حجاب بنادے، کوئی چیز اس کے سامنے رکھ دے جبکہ اللہ جل شانہ نظام ہدایت کے ذریعے ہمیں مسلسل شیطان سے

بچاتے ہیں ۔یعنی جو القائے رحمانی آ رہی ہے اس کے ذریعے ہمیں شیطان سے مسلسل آ گاہ کیا جارہا ہوتا ہے۔لہذا ابتداء میں اگر کوئی گناہ کرتا ہے،تو اس کو جھٹکا لگتا ہے۔اس کو احساس ہوتا ہے کہ میں نے کچھ غلط کیا۔ یہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا نظام ہے۔اگر اس آواز پر لبیک نہ کہا گیا تو پھر کچھ حجاب درمیان میں آ جاتا ہے ۔اس کے بعد شیطان اور کوشش کرتا ہے۔اگر آدمی پھر کچھ آ گاہ ہو گیا،تو بچ سکتا ہے ورنہ پھر ایک اور حجاب آ جائے گا۔جیسے آپ حضرات نے وہ حدیث شریف سنی ہوگی کہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ دھبہ دل پر لگ جاتا ہے،اگر کوئی توبہ کر لیتا ہے تو وہ سیاہ دھبہ دھل جاتا ہے۔اور اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ دھبہ قائم رہتا ہے، پھر اگر کوئی اور گناہ کر لیتا ہے تو پھر ایک دوسرا دھبہ لگ جاتا ہے اور اس سے بھی اگر توبہ نہ کی تو پھر کسی اور گناہ سے تیسرا دھبہ لگ جائے گا اور یہ دھبے لگتے لگتے وہ دل بالکل سیاہ ہو جائے گا۔اس سے اندازہ ہو گیا کہ وہ چاروں طرف سے جو بند کرنے والا نظام ہے وہ شروع ہو گیا ہے۔تو ہمارے لئے اللہ پاک نے بچنے کا نظام رکھا ہے لیکن اس طرف اگر ہم توجہ کریں تو تب بچیں گے۔ مثال کے طور پر آ گ لگنے کا خدشہ ہے اور آپ کے پاس آ گ بجھانے کا نظام بھی موجود ہے۔اب آ گ لگ گئی ،لیکن آپ کے پاس آ گے بجھانے کا نظام ہوتے ہوئے بھی آپ اس نظام سے فائدہ نہیں اٹھا رہے،تو قصور کس کا ہے؟ آپ اس آ گ کو بجھا سکتے تھے لیکن جب نہیں بجھا رہے تو اب تو وہ اور تیز ہو گی۔پھر ایک ایسی حالت آ جاتی ہے کہ وہ آ گ قابو سے باہر ہو جاتی ہے، اور انسان اس پر قابو پانا چاہے بھی تو نہیں کر سکتا۔تو یہی بات ہے کہ شیطان ہمارے ساتھ یہ گیم چلا رہا ہے۔

﴿شیطانی کھیل﴾

کونسا گیم؟اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ تین جگہ خبردار فرماتے ہیں، سورۃ اعراف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ۔ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ۔ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ(۱۲) قَالَ فَاهۡبِطۡ مِنۡهَا فَمَا يَكُوۡنُ لَكَ اَنۡ تَتَكَبَّرَ فِيۡهَا فَاخۡرُجۡ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيۡنَ(۱۳) قَالَ اَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ(۱٤) قَالَ اِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ(۱٥) قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ(۱٦) ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ۔ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ(۱۷) قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا ۔ لَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ(۱۸) **سورۃ الحجر میں بھی اس کو یوں بیان فرمایا ہے** وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ(۲۸) فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ(۲۹) فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ(۳۰) اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ۔ اَبٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ(۳۱) قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ(۳۲) قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ(۳۳) قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ(۳٤) وَّاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ(۳٥) قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ(۳٦) قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ(۳۷) اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ(۳۸) قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ(۳۹) اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ(٤۰) قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَىَّ مُسۡتَقِيۡمٌ(٤۱) اِنَّ عِبَادِىۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

مِنَالْغٰوِيْنَ(٤٢) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ(٤٣) اورسورۃ ص میں یوں ارشاد فرمایا ہے قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (٧٩) قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ(٨٠) اِلٰی يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ(٨١) قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ(٨٢) اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ(٨٣) قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ(٨٤) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ(٨٥) ان تینوں مقامات کوایک مجموعی تناظر میں دیکھا جائے تو جوصورت حال بنتی ہے اس کا مفہوم کچھ یوں بنتا ہے۔ جب شیطان آدم علیہ السلام کوسجدہ نہ کرنے کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوا تھا۔ اس وقت شیطان نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی اللہ تعالیٰ نے ایک معلوم وقت تک کے لئے مہلت دے دی، اس وقت جب شیطان کو یہ تسلی ہوگئی کہ مجھے مہلت دی گئی تو اس وقت اس نے کھل کر بات کی، کہ اے اللہ میں تیرے عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ جس کی وجہ سے میرا یہ حال ہو چکا ہے۔ میں اس کی اولاد کے راستے میں بیٹھ جاؤں گا۔ آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا، دائیں طرف سے آؤں گا، بائیں طرف سے آؤں گا اوران کو تجھ تک نہیں پہنچنے دوں گا۔ اور تو ان میں سے بہت کم کو شکر گزار پائے گا مگر تیرے چنے ہوئے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا، ہوگئی بات۔ جو میرے ہیں اس پر تیرا داؤ نہیں چلے گا اور جو تیری بات مانیں گے تو میں تجھ سے اور تیرے متبعین سے جہنم کو بھر دوں گا اب یہ نظام موجود ہے۔ شیطان اپنے نظام کے ذریعے ہمیں پھنسانے کیلئے ہر قسم کی کوشش کر رہا ہے اور ہمیں اس کی چالوں کو سمجھنا ہے۔ یہ چالیں سمجھ میں بھی آسکتی ہیں اور ضعیف بھی ہیں لیکن شیطان یہی بات ہمیں سمجھ میں نہیں آنے دے گا۔ جیسا کہ ایک ماہر کشتی گر اپنی کمزوری کو چھپاتا ہے اور اس کا مقابل یہ سمجھتا ہے کہ یہ نا قابل تسخیر ہے لیکن

جیسے ہی اس کی اس کمزوری کا پتہ چلتا ہےتو وہ فوراً ڈھیر ہو جاتا ہے۔

﴿شیطان کی چال ضعیف ہے﴾

شیطان کی چالوں کا بھی یہی حال ہے۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں۔اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ۔ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا(۷۶) کہ مومنین اللہ کے لئے قتال کرتے ہیں اور کفار شیطان کے راستے پر چل رہے ہوتے ہیں ۔اور شیطان کی چالیں بہت ضعیف ہیں۔ یہاں پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کی چال ضعیف کیسے ہے۔ حالانکہ شیطان سے ہمیشہ ہمیں ڈرایا جاتا ہے۔جیسے یہ آیت کریمہ گزری ہے۔یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(۲۰۸) تو یہاں تو ہمیں بہت اہتمام کے ساتھ خبردار کیا گیا ہے لیکن پہلی آیت میں شیطان کی چال کو بہت ضعیف کہا گیا ہےتو اس وجہ کیا ہے؟

﴿شیطان کا واحد ہتھیار وسوسہ﴾

اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان خود کچھ نہیں کرسکتا۔شیطان کے بس میں یہ نہیں کہ وہ کسی کو زبردستی غلطی کروائے۔وہ کروائے گا تو آپ سے کروائے گا۔یعنی اگر آپ اس کی بات نہ مانیں تو شیطان کچھ نہیں کرسکتا۔شیطان کے کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ وسوسہ ڈالتا ہے وہ وسوسہ ڈالنے میں ماہر ہے۔اس کا کام صرف وسوسے تک محدود ہے۔اس لحاظ سے اللہ پاک نے اس کو صرف وسوسے تک محدود کیا ہوا ہے۔تو شیطان خود ہمارے ساتھ کچھ نہیں کرسکتا۔لہذا اگر ایک انسان شیطان کے وسوسے پر یقین نہ کرے اور اس کو نہ مانے تو شیطان کچھ بھی نہیں کرسکتا۔اس لحاظ سے تو اس کا مکر بہت ضعیف ہے کیونکہ وسوسہ

کیاہے محض ایک خیال ہے۔وہ تو پانی کے اوپر جو عکس آتا ہے یہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔تو س لحاظ سے شیطان کی چال بہت ضعیف ہے۔لیکن اگر اس سے کسی نے اثر لینا شروع کر دیا اور وہ دل میں قائم ہو گیا تو پھر یہ بعض دفعہ بہت زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے مثلاً اس کی وجہ سے بعض دفعہ ایمان بھی ختم ہو سکتا ہے اور بعض دفعہ کبیرہ گناہ کی نوبت آ سکتی ہے

لہذا ان دو باتوں کو اپنے اپنے طور پر سمجھ کر شیطان کی چالوں سے بچنے کا کوئی لائحہ عمل دریافت کرنا پڑے گا۔

﴿گھر کا بھیدی (نفس) لنکا ڈھائے﴾

شیطان چونکہ ہمارے نفس کو اچھی طرح جانتا ہے اور نفس گھر کا بھیدی ہے اس لئے اس ذریعے سے ہماری کمزوریوں کو جان لیتا ہے لہذا جس کے اندر جو کمزوری ہوتی ہے وہ اس کو استعمال کرتا ہے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔لوگ باہر کے ممالک میں جاتے ہیں۔مثلاً پاکستان کا کوئی آدمی سرکاری طور باہر جائے اور وہاں کوئی یورپی آدمی اس سے کوئی ڈیل کرنا چاہے۔تو وہ کیا کرتے ہیں وہ ہماری کوئی کمزوری ڈھونڈتے ہیں کہ اس کے اندر کیا کمزوری ہے۔اگر اس کے اندر مال کی کمزوری ہے تو اس کو رشوت پیش کرتے ہیں، اگر اس کے اندر عورتوں کی کمزوری ہے تو عورتیں پیش کرتے ہیں، اگر اس کے اندر کسی عہدے کا لالچ ہو تو اس کو یہ یقین بھی دلاتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے یہ انتظام بھی کر دیں گے اور آپ یہ ہو جائیں گے اور وہ ہو جائیں گے۔تو وہ اس وقت شیطان کے نمائندے بنے ہوتے ہیں۔لہذا اگر کسی کے اندر کوئی کمزوری نہ ہو تو وہ کیا کریں گے، کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں وہ ڈاکٹر تھے اور سعودی عرب میں تھے۔سعودی عرب میں سعودی گورنمنٹ کی طرف سے دوائیوں کے

پر چیز کو کنٹرول کرنے پر متعین تھے۔اس سلسلے میں یورپ وغیرہ کے دورے کرتے تھے،تو ایک دورے پر گئے تھے تو اُنہوں نے ایک لڑکی پیچھے لگا دی۔اب کبھی ٹائپسٹ کی صورت میں،کبھی پرسنل سیکرٹری کی صورت میں،کبھی کسی اور صورت میں۔ظاہر ہے ان کو طریقے تو آتے ہیں۔تو کسی نہ کسی طریقے میں ان کے ساتھ attach کر لیتے تھے۔جوان کا فرض منصبی تھا وہ تو اس کو ماننے پر مجبور تھے۔وہ خود تو اس کو نکال نہیں سکتے تھے۔وہ اس کی مجبوری تھی۔لیکن اس لڑکی کو جو assignment دیا گیا تھا وہ تو اور تھا تو وہ اس کے قریب آنا چاہتی تھی۔لیکن جب اس نے ایک limit کو cross کیا،تو اللہ پاک نے اس کو غیرت دلائی اور اس نے غیرت کی وجہ سے اس کو تھپڑ مار دیا اور گرا دیا،اور کہا کہ مجھے خراب کرنا چاہتی ہو۔اب ظاہر ہے بات ہوگئی،وہ لوگ ان کے ساتھ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔لہذا انہوں نے کچھ نہیں کہا اور اس لڑکی کو ہٹا دیا۔لیکن اس کا یہ عمل قبول ہوگیا الحمد اللہ۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ دو فرشتے ہیں انہوں نے تلواریں cross کے انداز میں پکڑی ہوئی ہیں اور جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔تو یہ جنت جانا چاہتا ہے تو قریب آ کر کھڑا ہو جاتا ہے کہ اگر موقع ملے تو جنت میں داخل ہو جاؤں،تو ان فرشتوں نے جب ان کو دیکھا تو انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور تلواریں ہٹا دیں،اب جو تلواریں ہٹیں تو یہ ان کے درمیان چھلانگ لگا کر جنت میں داخل ہو گیا۔جب اس کی آنکھ کھل گئی تو گویا اشارہ ہو گیا کہ اللہ پاک اس کو موقع دے دے گا اور یہ ہدایت کی طرف آ جائے گا۔تو یہی ہوا کہ ہمارے بزرگوں کے ساتھ ان کی ملاقات ہوگئی اور الحمد اللہ اللہ تعالٰی نے ان کو ہدایت نصیب فرمائی اور ماشاء اللہ ترقی کرتے کرتے انکے خلیفہ ہو گئے بعد میں شہید ہو گئے تھے کیونکہ وہ دینی تحریکوں کے لئے بہت کام کرتے تھے،ان کو سپورٹ

بھی کرتے تھے۔تو مخالفین ان کے پیچھے لگ گئے اوران کوشہید کردیا۔خود شہید ہو گئے لیکن اپنے بیٹے کو مفتی بنا دیا، اور الحمد اللہ وہ بھی اسی بزرگ کے خلیفہ ہو گئے اور اب وہاں پر مدرسہ چلارہے ہیں۔

﴿ہمارا امتحان ہو رہا ہے﴾

جب امتحان میں انسان کامیاب ہوتا ہےتو اس کواس پر گریڈ بھی ملتا ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ یہاں پر امتحان تو باقاعدہ ہوتا ہے۔اس کے لئے apply کرنا پڑتا ہے اوراس کا ایک پروسیجر ہوتا ہےاس کے بعد پھر اگر وہ کامیاب ہوجائے تو پروموشن ملتی ہے۔ اللہ جل شانہ کے تکوینی نظام میں خوداس کا اپنا نظام ہے کہ کس کوکس وقت آزمایا جائے۔ اورکس طریقے سے آزمائے۔تو جس کوبھی آزمالیا جائے اوروہ کامیاب ہوجائے۔تو پھر اس کو پروموشن ملتی ہے۔اللہ پاک پھراس کونوازتے ہیں۔تو یہ مواقع سب کو ملتے ہیں۔ انسان اپنے اندر کی کمزوری دور کردے تو شیطان کچھ بھی نہیں کرسکتا۔اب یہ کمزوری انسان کے اندر کیسے نہیں ہوگی،اس کمزوری سے انسان اپنے آپ کو کیسے بچائے گا۔تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو کنٹرول کرے۔نفس کی تربیت کرلے۔اورنفس کو خیر پر راضی کرلے۔اوراس کے لئے اگر کوئی مشقت ہے تو اس مشقت کو اٹھانے پر راضی کرلے۔جب یہ صورتحال ہوجائے گی تو ظاہر ہے پھر شیطان کچھ نہیں کرسکے گا۔کیونکہ شیطان تو نفس کے ذریعے سے کام کرتا ہے۔

﴿شیطان کی تربیت نہیں ہو سکتی﴾

اس وجہ سے کبھی بھی قرآن پاک یا حدیث شریف میں یہ آپ نہیں دیکھیں گے کہ شیطان کی اصلاح کرلو یا شیطان کی تربیت کرلو۔ یہ کہیں پر بھی نہیں ہے۔ یہ

ضرور ملے گا کہ نفس کی تربیت کرلو، نفس کی اصلاح کرلو۔ اپنے نفس کی اصلاح کرنا ہماری ذمہ داری ہے جیسا کہ سورۃ شمس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا(۷) فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا(۸) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا(۹) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا(۱۰) یعنی نفس کی قسم اللہ پاک نے کھائی ہے۔

﴿نفس کی تربیت ضروری ہے﴾

اس کے بعد فرمایا، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ، یقیناً کامیاب ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کی اصلاح کی، اور اس کا تزکیہ کیا اور یقیناً تباہ و برباد ہوگیا جس نے ایسا نہیں کیا، یعنی اپنے نفس کی اصلاح سے غافل رہا۔ اور اس کو میلا چھوڑ دیا۔ تو اگر کسی نے نفس کو میلا چھوڑ دیا تو شیطان کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ اب شیطان اس کو کسی بھی وقت ورغلا سکتا ہے۔ اس کا ایمان بھی ضائع کروا سکتا ہے۔ اس کے دین کو ختم کرسکتا ہے، اس سے بڑے بڑے گناہ کروا سکتا ہے۔ اس سے بڑے بڑے ظلم کروا سکتا ہے۔ یہ صرف نفس کی اصلاح نہ کرنے سے اتنا بڑا نقصان ہوسکتا ہے۔ میں اگر کسی کو کہہ دوں کہ بھئی اپنے بچوں کی تربیت کرلو، جس نے اپنے بچے کی تربیت کی وہ کامیاب ہوگیا، اور جس نے اپنے بچوں کی تربیت نہیں کی وہ تباہ و برباد ہوگیا تو یہ بات ٹھیک ہوگی یا نہیں؟ حالانکہ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اس کا نقصان تو ہوگا، وہ بچہ اس کے لئے کیا کیا مصیبتیں پیدا کرے گا۔ کہیں کسی کے ساتھ لڑائی کرے گا۔ کہیں کسی سے چوری کرے گا۔ کسی کو گالی دے گا یعنی مختلف قسم کے مسائل پیدا کرے گا۔ اسی بچے ہی کے مثال سے ایک اور چیز کا بھی جائزہ لیا جاسکتا ہے ۔بچوں کے بعض شوق مثلاً پتنگ بازی وغیرہ بعض دفعہ بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں ان شوقوں کو دیکھ کر موقع پرست جگہ جگہ خوشنما پتنگوں کے دکان کھول دیتے ہیں

جس کی طرف بچے للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں اور موقعے کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح سے یہ پتنگ لے کر اڑائیں چاہے اس سے اس کی جان ہی کیوں نہ جائے۔اب اگر ان کی والدین کی ان دکانداروں پر کوئی کنٹرول نہ ہوتو واحد یہی طریقہ رہ جاتا کہ بچے کی تربیت ایسے کی جائے کہ ان کے دل سے اس کا شوق رخصت ہو اور اگر شوق رخصت نہ ہو تو کم از کم اتنی سمجھ اس کو ہو کہ اس کو نقصان دہ سمجھ کر اس کو خریدنے سے باز رہے۔پس جو دل کے اوپر محنت کرتا ہے اس کا اپنا کردار ہے اور جو نفس کے اوپر محنت کرتا ہے اس کا اپنا کردار ہے ۔

﴿دل پر محنت کا مطلب کیا ہے؟﴾

یہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں، دل پر جو محنت ہے وہ ایسے ہے جیسے مثال کے طور پر یہ میری عینک ہے، اب اس عینک کے شیشے اگر سرخ ہیں تو مجھے ساری چیزیں سرخ نظر آئیں گی۔اگر یہ سبز ہیں تو مجھے ساری چیزیں سبز نظر آئیں گی۔اور اگر اس کے اوپر میل جما ہوا ہے dust یا کوئی اور چیز اس پر جمی ہوئی ہے۔اور میں اس میں سے دیکھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے نظر کچھ نہیں آرہا،تو اب یہ شیشہ موجود تو ہے اس کے اندر صلاحیت بھی موجود ہے لیکن اگر اس کو صاف نہ کیا جائے تو اس کا مجھے کیا فائدہ۔اب یہ جو دل کی محنت ہے یہ ہے اس رنگ کو ہٹانا ، جو بھی رنگ ہے ۔ اس رنگ کو میں تعصب کہوں گا ۔ ایک آدمی biased ہوتا ہے،اس کو حق نظر نہیں آتا تو اس چیز کو بھی ہٹانا ہوگا۔دوسری اس پر جو میل ہے اس کو بھی ہٹانا ہے۔اس میل کو ہٹانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ اس میل کو نہیں ہٹائیں گے تو آپ کو کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔اب حق موجود ہے لیکن آپ کو نظر نہیں آتا۔مثلاً قرآن آپ کے پاس موجود ہے، حدیث شریف آپ کے پاس موجود ہے۔فقہا کے

اقوال موجود ہیں، بزرگان دین کے اقوال موجود ہیں۔صحبت صالحین بھی موجود ہے لیکن دل اندھا ہے۔بصیرت نہیں ہے۔نیتجتاً ہم اس سے کیا فائدہ اٹھا سکیں گے؟ ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔تو اس کے لئے اللہ پاک نے قران پاک میں فرمایا ہے، اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ (۳۷) بے شک اس قرآن میں نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جن کا دل ہو، یا وہ کان لگا کر بات سنتے ہوں۔ اب اس قلب سے مراد اگر یہ گوشت پوست کا دل ہو تو یہ تو سب کا ہے۔تو پھر کیا تخصیص ہے؟ پھر تو قرآن وسنت سے سب کو فائدہ اٹھانا چاہیے۔لیکن ایسا نہیں ہے۔اللہ پاک کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں تو اس دل سے مراد وہ روحانی قلب ہے، یعنی انسان کا دل اگر روحانی امراض سے پاک ہے تو صحیح دل ہے۔تو جب یہ امراض سے پاک دل ہوگا تو یہ جب قرآن کو دیکھے گا تو اس سے نصیحت پکڑے گا۔رکاوٹ نہیں ہوگی۔سنت کو دیکھے گا تو نصیحت پکڑے گا، نیک لوگوں کے اقوال سنے گا تو اس سے نصیحت پکڑے گا۔دنیا میں کہیں پر ایک بھی خیر ہو تو اس کو لے گا اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔اور اگر دل نہیں بنا ہوا تو نعوذ باللہ من ذالک اگر پیغمبر بھی آجائے تو اس کی اصلاح نہیں ہوگی۔ظاہر ہے وہ پیغمبر کا بھی مخالف ہو جائے گا۔مطلب یہ ہوا کہ دل کو درست کرنا چاہیے۔ہدایت کے نظام کی جو پہلی سیڑھی ہے وہ قلب کی اصلاح ہے۔قلب کی اصلاح ضروری ہے اس کے بغیر انسان کو ہدایت نظر ہی نہیں آئے گی۔

﴿نفس کی تربیت کی مثال﴾

تو اب اگر کسی نے دل پر محنت کی اور نفس کے اوپر محنت نہیں کی تو یہ ایسا ہوا جیسا کہ کوئی اچھا سوار ہے لیکن اس کی سواری تربیت یافتہ نہ ہو وہ چاہتا ہے کہ اپنی سواری کا

صحیح استعمال کرے لیکن چونکہ اس کی سواری کی تربیت نہیں ہوئی وہ اس سے قاصر ہے عین ممکن ہے وہ اس کو کہیں پٹخ دے اس طرح اگر کسی شریف آدمی کا بچہ بگڑا ہوا ہے۔ وہ تو چاہتا ہے کہ اس کا بچہ غلط کاموں میں مصروف نہ ہو لیکن چونکہ اس کے بچے کی تربیت نہیں ہوئی نتیجتاً وہ اس کے لئے مصیبت بنا تا جائے گا۔ تو نفس کی تربیت بذات خود الگ مطلوب ہے لہذا قران پاک میں نفس اور قلب دونوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہے۔ یہ ایک نہیں ہے۔ قلب کے لئے یہ فرمایا، اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ(۳۷) سورۃ الشعراء میں ہے یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ(۸۸) اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ (۸۹) اس طرح اور بھی آیات موجود ہیں، حدیث شریف بھی موجود ہیں لیکن ساتھ ساتھ نفس کے علاج کا بھی تذکرہ ہے۔ تو نفس کی تربیت علیحدہ ضروری ہے اس کو صحیح کاموں کا خوگر بنانا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے اور وہ فجر کی نماز پڑھنے کا عادی نہں ہے۔ اب اس کو فجر کی نماز کا کہتے ہیں لیکن وہ نہیں اٹھ سکتا، کہتا ہے میں کیا کروں، میں الارم لگاتا ہوں لیکن پھر بھی نہیں اٹھ سکتا، اب آپ اس کو کسی طریقے سے ایک دفعہ اٹھا دیں تو اب دوسرے دن اٹھنا اس کے لئے اتنا مشکل نہیں ہوگا، مشکل تھوڑی سے کم ہو جائے گی اور تیسرے دن اگر اٹھے گا تو تیسرے دن وہ مشکل اس سے بھی کم ہو جائے گی، اس طرح ہوتے ہوتے اگر وہ چالیس دن تک ایسا کرے گا تو پکا نمازی ہو جائے گا۔ اس کے بعد نماز چھوڑنا اس کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ کام تو وہی ہے لیکن یہ کام پہلے مشکل تھا اب آسان ہو گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو مجاہدے سے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ یعنی وہ چیز جو اس کے لئے بڑی مشکل تھی، اب وہ چیز آسان ہو گئی۔ نفس کی اصلاح ہے اس کی مخالفت میں اس کی نہ ماننے میں۔ اگر کوئی اس کی بات مانے گا تو یہ مزید شیر ہوتا جائے گا۔ مزید آگے

بڑھتا جائے گا۔ ایسی صورت میں نفس کی تربیت کے لئے مجاہدہ ضروری ہوجاتا ہے۔ اگر ایک کاغذ کو ہم فولڈ کرلیں اور پھر اس کو سیدھا کرنا چاہیں تو اب یہ مکمل سیدھا نہیں ہوسکتا۔ اب اگر ہم اس کو مخالف سمت میں فولڈ کریں گے تو تب یہ سیدھا ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نفس کو ٹھیک کرنے کیلئے صرف اتنا مجاہدہ کافی نہیں جو اس کام کرنے کے لئے ضروری ہو بلکہ اس سے زیادہ کی ضرورت ہے۔ اور اصل میں مجاہدہ اسی کو کہتے ہیں۔ یعنی اس لیول سے زیادہ کا مجاہدہ۔ مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ آپ جھوٹ نہ بولیں، غیبت نہ کریں۔ لیکن اگر آپ خاموش رہنا نہیں سیکھیں گے، تو ان چیزوں پر قادر نہیں ہوسکیں گے۔ باتوں میں انسان جھوٹ بھی بول لیتا ہے، غیبت بھی کرلیتا ہے۔ لیکن اگر یہ کچھ عرصہ تک خاموش رہنا سیکھ لے گا تو اس صلاحیت کو وہ پھر موقع پر استعمال کرسکے گا، اگر کوئی جھوٹ کی بات ہو یا غیبت ہو تو یہ خاموش ہوجائے گا۔ تو نفس کو ٹھیک کرنے کیلئے زیادہ مجاہدے کی ضرورت ہے یہ چیز عام لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔ صوفیاء کو سمجھ میں آتی ہے کیونکہ صوفیاء عملی لوگ ہیں۔ سب لوگ علمی طور پر جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا برا ہے، غیبت کرنا برا ہے، بدنظری بری ہے، ملاوٹ بری چیز ہے، دھوکہ دینا برا ہے، کسی کا مال ناحق کھانا برا ہے۔ یہ چیزیں سب لوگ علماً جانتے ہیں اس میں کسی کو اشکال نہیں۔ لیکن کثیر خلقت اس میں مبتلا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ عملی جواب اس کا دوسرا ہے۔ عملی جواب یہ ہے کہ ہمارے پاس ایسے لوگ آتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت ہم پوری کوشش کررہے ہیں لیکن ہم سے نہیں ہورہا۔ تو اگر وہ لوگ رونا شروع کردیں تو کیا ان کے ساتھ ہم بھی رونا شروع کردیں؟ کوئی طریقہ تو بتانا پڑے گا تو وہ طریقہ مجاہدے کا ہے۔ بغیر مجاہدے کے انسان کا نفس سیدھا نہیں ہوتا۔

﴾دو قسم کے مجاہدے﴿

مسنون مجاہدے بھی ہوتے ہیں۔اس سے کچھ لوگ سمجھے کہ بس اتنا ہی کافی ہے۔ وہ ٹھیک کہتے ہیں لیکن صحتمند لوگوں کے لئے اور جو بیمار ہیں ان کے لئے کچھ اس کے علاوہ بھی ہے۔ پس جو عملی لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیں یہ پتہ چل گیا کہ نفس کو سیدھا کرنے کا یہ ایک طریقہ ہے۔ اس سے طرز اور طریقے بھی معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً روزہ مسنون مجاہدہ ہے، اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۸۳) اللہ پاک اس کی علت بیان کررہے ہیں حالانکہ علت بیان کرنا اللہ پاک کی ذمہ داری تو نہیں ہے۔حکمت یہ ہے کہ لوگ سمجھ جائیں۔اے ایمان والو تم پر رمضان شریف کے روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم تقویٰ حاصل کرلو۔تقویٰ حاصل کرنا تو ہے۔کیونکہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ(۶۲) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ(۶۳) اور سورۃ حجرات میں آتا ہے، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ۔ ان آیات مبارکہ سے پتہ چلا کہ ولایت تقویٰ سے ہی ملتی ہے اور اللہ کے پسندیدہ لوگ متقین ہیں۔اس طرح اور بھی تقویٰ کے بارے میں آیات مبارکہ ہیں۔اب تقویٰ کو حاصل کرنا تو ہے لیکن کیسے حاصل کریں؟ تو ایک طریقہ اللہ پاک نے روزے کا بتادیا۔اب روزہ مجاہدہ ہے اور مجاہدہ کرنے کیلئے جتنے عمل کی ضرورت ہے اس سے زیادہ ہے۔مثلاً کھانا پینا جائز چیز ہے، لیکن روک دیا گیا ہے۔اس سے یہ indication ہوگئی کہ مجاہدہ کیا جاسکتا ہے اور مجاہدہ کرنا چاہیے مشائخ کرام جو مجاہدات کرواتے ہیں، وہ اسی بنیاد پر کرواتے ہیں کہ جس وقت اس مجاہدے کی وجہ سے ان

کانفس ماننا سیکھ لے گا تو پھر اس سے مجاہدہ ہٹا دیا جائے گا۔ وہ جو مطلوب مجاہدہ ہے وہ رہ جائے گا اور جو علاج والا مجاہدہ ہے وہ ہٹا دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص ہے اس کو فوڈ پوائزنگ ہوگئی، تو اس کو ایک تو ڈاکٹر صاحب کچھ دوائی دے گا اور ساتھ میں کچھ پرہیز بتا دے گا، کہ فلاں فلاں چیز نہیں کھانا، عام روٹی بھی نہیں کھا سکتا، حالانکہ کونسی کتاب میں لکھا ہے کہ عام روٹی بھی نہ کھاؤ، یہ ضرورتاً ہے۔ جب تک وہ ٹھیک نہیں ہوتا اس وقت تک وہ عام روٹی نہیں کھا سکتا۔ لیکن جب ٹھیک ہوگا تو پھر عام روٹی کھانا شروع کردے گا۔ تو اس وقت بھی تو ایک مجاہدہ برقرار ہوگا کہ خراب چیز نہ کھاؤ، وہ مجاہدہ تو ہوگا۔ مثلاً سخت بھوک لگی ہوئی ہے، لیکن مجھے پتہ ہے کہ میں جو چاول یا کوئی اور چیز جو کھا رہا ہوں اس میں ایک چیز شامل ہے جو میرے پیٹ کے لئے مضر ہے۔ تو اس وقت میرے لئے یہ مجاہدہ کرنا زیادہ بہتر ہے کہ میں اسے نہ کھاؤں، کیونکہ کھاؤں گا تو ایک ہفتے کے لئے مسئلہ ہوگا۔ تو میرے لئے یہ مجاہدہ ہے اور نسبتاً آسان ہے۔ تو ضرورت کا مجاہدہ تو ہر وقت ہے کہ اپنے آپ کو مضر چیزوں سے بچاؤ۔ مثلاً غیر محرم آرہی ہے اسے نہیں دیکھنا، یہ مجاہدہ لازم ہے۔ لیکن اگر غلطی ہو جائے اور پھر اس کی وجہ سے بیمار ہو جائے تو پھر اس کے لئے علاج والا مجاہدہ شروع ہو جائے گا اور علاج والا مجاہدہ اس کو اس وقت تک کرنا پڑے گا جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائے۔ تو ایک ہے علاج والا مجاہدہ اور ایک ہے working مجاہدہ یعنی عملی مجاہدہ، جو ہر انسان کو پیش آتا ہے۔ اور جو علاج والا مجاہدہ ہے یہ اسوقت ہوگا جب اس کی ضرورت ہوگی۔

﴿اصلاح نفس کی ضرورت کا احساس اور ایک مشکل﴾

اب یہاں ایک مشکل اور ہے۔ یہاں پر تو بیماری نظر آجاتی ہے، مثلاً میرا پیٹ خراب ہے یا کوئی اور بیماری ہے تو میں ڈاکٹر کے پاس جاؤں گا۔ لیکن اگر کوئی ایسی بیماری

ہو جس کو مریض بیماری سمجھتا ہی نہ ہو، اور اس کا معالج جانتا ہو کہ یہ تو بہت سخت بیماری ہے اور اس کے بعد یہ یہ مسائل ہونگے ۔ تو ایسی صورت میں کیا کرنا پڑے گا ؟ پہلے اسے convince کرنا پڑے گا کہ تم بیمار ہو، شیزوفرینیا کا مریض اپنے آپ کو مریض نہیں سمجھتا۔ وہ کہتا ہے باقی سارے بیمار ہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کو بیمار سمجھتا ہے، اپنے آپ کو صحت مند سمجھتا ہے۔ تو ہماری روحانی بیماریاں بھی اس قسم کی ہوتی ہیں، اگر دل تھوڑا سا بھی صحیح ہو، تو اسے اپنی بیماری کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بالکل بگڑا ہوا ہو تو اسے اپنی بیماری نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے کہتے ہیں کہ جس کو سو فیصد تکبر ہو وہ کبھی بھی اپنے آپ کو متکبر نہیں سمجھے گا بلکہ وہ تما چیزوں کو اپنا right سمجھے گا اور حیران بھی ہوگا کہ لوگ مانتے کیوں نہیں۔ یہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ سیدھی سادی بات بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ حالانکہ اگر وہ تھوڑی دیر کیلئے عقلاً بھی سوچ لیتا کہ باقی بھی انسان ہیں، تم کیا کوئی آسمان سے اتری ہوئی مخلوق ہو جیسے تمارے rights ہیں اس طرح دوسروں کے بھی rights ہیں مثال کے طور پر ایک آدمی کمی ہے۔ کمی سے مراد یہ ہے کہ اس بیچارے کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں ہے۔ اب ایک چودھری صاحب یا خان صاحب، کوئی وڈیرا یا کوئی بڑے پوسٹ والا آدمی گزر رہا ہو اور اسے دیکھ لے تو اسے کہے گا او فلانے یہاں آؤ۔ وہ غریب دوڑا دوڑا آ جائے گا، یہ اسے کہے گا یہ چیز لو اور فلاں جگہ پہنچاؤ۔ نہ پیسے طے کیے کہ اس کام کے میں آپ کو پیسے دوں گا۔ نہ اس کا شکریہ ادا کیا بلکہ اس کو دھمکایا۔ اور اگر وہ اس کی بات نہیں مانے گا تو وہ اس کا مخالف ہو جائے گا، اسے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح پولیس کے لوگ بھی کرتے ہیں، لوگوں کو بیگار میں پکڑتے ہیں، مختلف کاموں کے لئے بیگار میں گاڑیاں پکڑتے ہیں، میرے سامنے اس قسم کے کئی واقعات ہوئے ہیں اس لئے میں

یہ بات کر رہا ہوں۔تو یہ ساری چیزیں تکبر کا نتیجہ ہیں۔جس طرح شراب کا نشہ ہوتا ہے اسی طرح طاقت کا بھی نشہ ہوتا ہے، مال کا بھی نشہ ہوتا ہے اور اس نشے کی حالت میں انسان نارمل نہیں ہوتا، اسے پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ اپنے آپ کو justified سمجھتا ہے۔تو یہی بات ہے کہ انسان بعض اوقات ایسے بیمار ہو جاتا ہے کہ اسے اپنی بیماری نظر نہیں آتی، اس وقت سب سے اہم کام یہ ہوتا ہے کہ اسے یہ سمجھایا جائے کہ تم بیمار ہو۔ مجھے ایک خاتون کا فون آیا، اس نے بتایا کہ میرے دو مسئلے ہیں۔ میں نے کہا بتا دیں، وہ اس نے بتا دیئے۔ میں نے پوچھا اس کے علاوہ کوئی مسئلہ ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں کوئی نہیں، میں نے کہا نہیں کوئی اور مسئلہ بھی ہوگا، کہا نہیں کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا ہوگا آپ بھول رہی ہیں اب وہ بڑی confuse ہوگئی کہ پتہ نہیں کوئی بزرگ آدمی ہے جس کو میرے کسی مسئلہ کا پتہ چل گیا ہے اور مجھے وہ مسئلہ معلوم ہی نہیں ہے۔تو میں نے اسے کہا کہ بی بی آخرت سے آپ کے پاس کوئی لیٹر آیا ہے کہ آپ وہاں کامیاب ہو چکی ہیں؟ اور آخرت میں آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔تو اسے فوراً احساس ہوا۔ میں نے کہا بی بی اگر آپ کو آخرت کے ساتھ دلچسپی نہیں ہے تو آپ نے غلط آدمی کو فون کیا ہے، میں وہ آدمی نہیں ہوں جو اس قسم کے مسائل حل کرتا ہے۔اگر آپ کو آخرت کے ساتھ کوئی دلچسپی ہے تو ٹھیک ہے میں خدمت کے لئے حاضر ہوں اور آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں، لیکن جو مسائل آپ بتا رہی ہیں مجھے اس کا حل نہیں آتا۔تو اس بیچاری کو پہلے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیوں اس طرح کہہ رہا ہوں، بعد میں بات سمجھ آ گئی۔

﴿علاج تقریروں سے نہیں ہوتا﴾

تو سب سے پہلے سمجھانا ہوتا ہے کہ تم بیمار ہو، تمہیں علاج کی ضرورت ہے۔ یہ

وعظ ونصیحت کا domain یہی ہے کہ پہلے ایک چیز سمجھا دی جائے۔ پھر اس کے بعد علاج ہوتا ہے۔ تو علاج تقریروں سے نہیں ہوتا۔ تو جیسے ڈاکٹر تقریروں سے کسی کا علاج نہیں کرتا، اسے دوائیاں بھی دیتے ہیں اور استعمال کرنے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں، اس دوران اس کا خیال بھی رکھتے ہیں تو تقریر تو صرف اس لئے کہ اس کو سمجھایا جائے کہ آپ نے دوائیاں کھانی ہیں، لیکن اگر وہ دوائی نہ کھائے اور ایک ہفتے بعد ڈاکٹر کے پاس آئے اور بہت معافی مانگے اور کہے کہ ڈاکٹر صاحب میں نے وہ دوائی نہیں کھائی۔ تو اس وقت ڈاکٹر کیا کہے گا۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس کو معاف بھی کر دے، تو کیا خیال ہے بغیر دوائی کھائے اس کا کام ہو جائے گا؟ بس یہی بات ہے، یہ موٹی موٹی باتیں ہیں لیکن سمجھ میں نہیں آتیں، اب اگر کوئی اصلاح نفس کی بات کرتا ہے تو کہتے ہیں بس معافی سے کام ہو جائے گا۔ نہیں معافی سے سارا کام نہیں ہوتا، معافی سے گناہ معاف ہو جاتا ہے، اصلاح نہیں ہوتی۔ اصلاح کروانے کیلئے کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ دو چیزیں ہیں، کہ دل پر محنت کرو تاکہ عقل آئے، سمجھ آئے، نظر آئے کہ کونسی چیز حق ہے کونسی چیز ناحق ہے۔ اور ہدایت کے راستوں کو پہچانا جائے اور وہاں سے ہدایت حاصل کی جائے۔ یہ دل کی محنت ہے۔ اور نفس کی محنت یہ ہے کہ نفس جن کاموں کے لئے رکاوٹ بنتا ہے اس پر قابو پایا جائے۔ اور وہ ہے مجاہدے کا راستہ۔ مجاہدہ کیسے ہو اس کے لئے باقاعدہ ایک ترتیب ہے اور وہ ترتیب انسان اپنی مرضی سے طے نہیں کرتا۔

علاج معالج کی مرضی سے ہوتا ہے

جیسے علاج کوئی اپنی مرضی سے نہیں کرتا۔ وہ جس کو معالج مانتا ہے وہ اس کی ترتیب سے ہوگا اور اگر وہ مریض کی ترتیب سے کر رہا ہے تو وہ اس مریض کو خراب کر رہا

ہوگا۔اگر ڈاکٹر مریض کی مرضی پر چلے گا تو وہ اس کا کباڑا کردے گا۔اس سے مریض کا نقصان ہوگا۔اس وجہ سے مریض کیساتھ ڈاکٹر کا معاملہ کافی مضبوط اصولوں پر قائم ہونا چاہیے۔مریض سے صرف معلومات حاصل کی جائیں گی،اگر وہ کہے گا کہ ڈاکٹر صاحب مجھے فلاں دوائی دے دیں تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ہاں مریض یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے یہ دوائی موافق نہیں آتی ہے لیکن اس کا فیصلہ پھر بھی ڈاکٹر کرے گا،ممکن ہے مریض کو غلط فہمی ہورہی ہو اور ڈاکٹر کو پتہ ہو کہ نہیں ایسا نہیں۔بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔حضرت تھانویؒ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ جب حضرت بیمار ہوجاتے اور کوئی ان کو مشورہ دیتا کہ آپ یہ دوائی کھالیں یا یہ چیز کھالیں آپ کو فائدہ ہوگا،جیسا کہ آج کل بھی لوگ ایسے مشورے دیتے ہیں،ایک تو فتوے مفت کے بہت ملتے ہیں اور ایک علاج کے سلسلے میں مشورے بہت زیادہ ملتے ہیں۔یہ دونوں چیزیں یہاں وافر مقدار میں دستیاب ہیں۔تو حضرتؒ کو اگر کوئی مشورہ دیتا کہ حضرت یہ چیز کھالیں آپ ٹھیک ہوجائیں گے،تو حضرت فرماتے،مجھے مشورہ نہ دو میرے معالج کو مشورہ دو۔اگر وہ مان لے تو ٹھیک ہے میرا کام ہوجائے گا۔تو حضرت براہ راست مشورہ نہیں لیتے تھے،یہ ان کا اصول تھا۔تو یہی بات ہوتی ہے کہ انسان اگر صحت حاصل کرنے کے جو بنیادی اصول ہیں اس پر عمل کرے گا تو کامیاب ہوگا،اسے ڈاکٹر کا کردار بھی معلوم ہوگا،خود اپنا کردار بھی معلوم ہوگا بلکہ اس کو صحیح کرنے کی کوشش کرے گا۔مثلاً اطلاع صحیح دے گا۔ڈاکٹر کے بارے میں سب کو پتہ ہے کہ جب کوئی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو اسے یہ نہیں کہتا کہ ڈاکٹر صاحب میری آنکھیں بھی ٹھیک ہیں،میرے کان بھی ٹھیک ہیں،میرا پیٹ بھی ٹھیک ہے،میرا دل بھی ٹھیک ہے،بلکہ جو تکلیف ہے اس کے متعلق بات کرتا ہے کہتا ہے ڈاکٹر صاحب میری انگلی میں بڑی تکلیف ہے۔تو وہ صرف

اس انگلی کی بات کرے گا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرے گا۔اب یہ ڈاکٹر کا کام ہے کہ اس انگلی میں تکلیف کیوں ہے؟ یہ کہاں سے آئی ہے۔ممکن ہے یہ تکلیف یہاں نہ ہو کسی اور جگہ ہو لیکن محسوس یہاں ہو رہی ہو تو یہ ڈاکٹر کا کام ہے کہ وہ اس کا source تلاش کرے۔تو مریض صرف بتائے گا کہ کہاں تکلیف ہے۔اس کے بعد بات ڈاکٹر صاحب کی بات چلے گا۔اس طرح شیخ کے پاس اگر کوئی جائے اور یہ کہے کہ جی مجھے بڑے اچھے اچھے خواب نظر آ رہے ہیں، میں تہجد بھی پڑھتا ہوں، میں ذکر باقاعدگی سے کرتا ہوں، یہ بھی کرتا ہوں وہ بھی کرتا ہوں، اور تھوڑا سا یہ گیپ چھوڑ دے کہ میں ہوا میں بھی اڑتا ہوں، اور یہ گیپ اس لئے چھوڑے گا کہ بس شیخ اسے کہہ دے کہ بس آپ تو پہنچ گئے ہیں، آپ تو پہنچے ہوئے ہیں بس تھوڑی سی دیر میں آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آ جائیں گے۔تو وہ اتنا گیپ چھوڑ دیتا ہے، باقی سب کچھ بتا دیتا ہے۔تو مجھے یہ بتائیں کیا وہ علاج کے لئے آیا ہے؟ نہیں وہ علاج کے لئے نہیں آیا بلکہ کمپنی کی مشہوری کے لئے آیا ہے۔تو یاد رکھنا چاہیے کہ اس معاملے میں ہم سے بڑی گڑ بڑ ہو جاتی ہے۔جن کو اللہ پاک نے اس کام کے لئے چنا ہوتا ہے۔اللہ پاک ان کو ایسی نظر عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ آدمی کو پہچان لیتے ہیں کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔اور یہ جو بات کر رہا ہے اس میں اس کا کیا مدعا ہے۔اب اگر کسی کو اپنے شیخ پر اتنا بھی اعتماد نہیں ہے کہ وہ اتنا جان سکتا ہے تو پھر اس کو شیخ کیوں سمجھتا ہے ؟

﴿شیخ کو اپنے احوال کیسے بتانے چاہئیں؟﴾

شیخ کو وہ بتاؤ جو problem ہے۔مثلاً ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ جی میری فضول گوئی ختم نہیں ہو رہی تو problem اس نے بتا دی اب یہ میرا

کام ہے کہ میں جو بھی سوال کروں، اس سے کسی طریقے سے حقیقت اگلوا لوں، کہ کہاں تک یہ مسئلہ گیا ہے اور اس کے اثرات کہاں تک پہنچے ہیں، تو یہ علیحدہ بات ہے۔ لیکن اس نے تو سچ بتا دیا، تو جس طرح ڈاکٹر اور مریض کا تعلق ہوتا ہے اسی طرح شیخ اور مرید کے درمیان ایک تعلق ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ڈاکٹر جسم کی اصلاح کرتا ہے اور شیخ روح اور نفس کی اصلاح کرتا ہے۔ تو بات ہو رہی تھی کہ شیطان نفس کو استعمال کرتا ہے، تو شیطان کے شر سے بچنے کے لئے نفس کا علاج ضروری ہے۔

﴿شیطان کا پہلا وار عقیدے پر﴾

لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جن میں شیطان کے مکائد براہ راست جاننا ضروری ہیں تاکہ انسان اس کے سامنے پیش بندی کر سکے۔ سب سے پہلے شیطان وار کرتا ہے عقیدے پر۔ انسان کے عقیدے کو خراب کرنا اس کا بنیادی ٹارگٹ ہے۔ اب عقیدے کے اندر وہ کیسے خرابی ڈالے گا؟ عقیدے میں خرابی وہ ایسے ڈالتا ہے کہ ایک مسلمان ہے، ظاہر ہے وہ مسلمانوں میں پیدا ہوا ہے اور اس کے ارگرد مسلمان موجود ہیں اور اس کا اپنا بھی کچھ علم ہے تو شیطان اسے کافر نہیں بنا سکتا، لیکن کہتا ہے کوئی بات نہیں میں اسے مسلمان بھی نہیں بننے دوں گا یعنی وہ کافر تو نہیں ہوگا لیکن practical مسلمان بھی نہیں ہوگا۔ کوئی بات اس میں ایسی ڈال دے گا کہ وہ اسلام پر نہیں رہے گا بیشک وہ اپنے آپ کو اسلام پر سمجھے گا۔ مثلاً اس کے اندر شرک ڈال دے گا۔ اور وہ اس کو شرک نہیں سمجھے گا۔ یا اس کے اندر بے ادبی ڈال دے گا اور وہ اس کو بے ادبی نہیں سمجھے گا۔ یا اس کے اندر صحابہ کی مخالفت ڈال دے گا اور وہ اسے مخالفت نہیں سمجھے گا۔ یا اس کے اندر اہل بیت کی مخالفت ڈال دے گا اور وہ اس کو مخالفت نہیں سمجھے گا۔ یا اس کے اندر اولیاء اللہ کی مخالفت ڈال دے

گا اور وہ اس کو نہیں سمجھے گا۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں توحید چاہتا ہوں تو شیطان کہتا ہے بالکل، میں تمہارے ساتھ ہوں، توحید بڑی زبردست چیز ہے، وہ اس کو توحید کے خلاف نہیں کرے گا کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اس طریقے سے وہ مجھے فوراً پہچان لے گا۔ تو وہ توحید کی بات اس کو کرنے دے گا لیکن توحید کی definition کو تبدیل کر دے گا۔ بعض لوگوں کو یہ سمجھا دے گا کہ توحید یہ ہے کہ شعائر اللہ جتنے بھی ہیں ان کی توہین کرو، یہ توحید ہے۔ جس طرح قران پاک میں فرمایا گیا ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گرا اور کسی پرندے نے اچک لیا اور وہ کسی گہری وادی میں گر گیا، تو یہ تو شرک کی مذمت ہوگئی۔ لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا، کہ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتے ہیں وہ ان کے دلوں کی تقویٰ کی وجہ ہے۔ تو یہ چیز یہاں اکھٹی کیوں لائی گئی اس definition سے نکلوانے کیلئے کہ توہین شعائر کو کوئی توحید نہ سمجھے۔ تو شیطان کا اول ٹارگٹ عقائد کو خراب کرنا ہے۔ اور طریقہ ایسا ڈھونڈتا کہ جس شخص پر جو چیز غالب ہو اسی کے اندر اس کو خراب کرے گا۔ دوسری طرف اگر کوئی شخص ادب کرتا ہے تو ادب کرنا تو اچھی بات ہے۔ لیکن ادب کرواتے کرواتے اسے شرک میں لے جائے گا۔ اس سے شرک کروائے گا۔ مثلاً بزرگوں کے سامنے جھکنے کو اور سجدہ میں پڑنے کو وہ ادب سمجھتا ہوگا۔ کہے گا میں نے ان کی تعظیم کر لی بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ تعظیمی سجدہ کفر تو نہیں ہے نا۔ بات ٹھیک کرتے ہیں تعظیمی سجدہ کفر نہیں ہے وہ حرام ہے، لیکن حرام کو حلال سمجھنا کیا ہے؟ کفر ہے۔ اگر وہ اس کو حرام سمجھتا ہے تو پھر کرتا کیوں ہے۔ یہ بات میں دوسروں کے لئے سوچ سکتا ہوں کہ یہ کفر نہیں لیکن حرام میں مبتلا ہے، لیکن یہ خود میں اپنے لئے تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر میں اس کو حرام سمجھتا ہوں تو پھر کرتا کیوں ہوں؟ تو اس طریقے سے شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے اور

ایسے خوبصورت طریقے سے کرتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ کے ایک بیان میں میں بیٹھا ہوا تھا، حضرت کو اللہ تعالی نے خطابت کا بڑا اعلیٰ ذوق دیا تھا۔ گھنٹے کی بات کو پانچ منٹ میں اور پانچ منٹ کی بات کو ایک گھنٹے میں کر سکتے تھے، یہ ان کی سپیشلائزیشن تھی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ بہت سارے لوگ مسلمانوں کی مذمت کرتے رہتے ہیں کہ مسلمان ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔ فرمایا کہ مسلمانوں کی برائیوں کی مذمت کرو لیکن من حیث القوم مسلمانوں کی برائی نہ کرو، ان میں بڑے بڑے اولیاء بھی ہوتے ہیں، وہ سب اس میں آجائیں گے تو آپ کو نقصان ہوگا۔ اور دوسری بات یہ کہ برائی کی دو جڑیں ہیں ایک شیطان ہے اور ایک نفس۔

﴿شیطانی گناہ اور نفسانی گناہ میں فرق﴾

شیطان کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں وہ الگ ہیں اور نفس کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں وہ الگ ہوتے ہیں۔ نفس کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں اس میں مسلمان اور کافر شریک ہوتے ہیں، کیونکہ کافر کا بھی نفس ہے اور مسلمان کا بھی نفس ہے۔ تو اس میں فرق نہیں ہے۔ لیکن جو شیطان کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں وہ مسلمان کے لئے الگ ہونگے کافر کے لئے الگ ہونگے۔ کیونکہ شیطان ذہین ہے وہ جانتا ہے کہ میں اس چیز کو کیسے خراب کروں گا۔ تو اگر کسی کو کافر بنالیا تو اس کو صرف کفر پر باقی رکھے گا، باقی اعمال میں اس کے ساتھ مزاحمت نہیں کرے گا۔ وہ اس کو وعدے کا پکا بھی بننے دے گا۔ اس کو ذمہ دار بھی بنائے گا۔ اس میں تحمل بھی لائے گا۔ اس کو سچا بھی بنائے گا۔ اور بہت ساری خوبیوں میں کوئی مزاحمت نہیں کرے گا۔ اس پر صرف یہ محنت ہوگی کہ کافر رہے مسلمان نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ آپ کا مجھ سے یہ پوچھنے کا اختیار ہے کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ ہم تو

کہتے ہیں کہ کلچر کی بات ہے ان کا کلچر اچھا ہے ہمارا کلچر برا ہے۔تو پھر میں آپ سے کہتا ہوں کہ قادیانی کونسے کلچر کے ہیں؟ جب لوگ قادیانی ہوجاتے ہیں پھر ان میں تحمل بھی آجاتا ہے۔ ہم لوگ ڈھائی فیصد زکواۃ ادا نہیں کرسکتے وہ لوگ دس فیصد جماعت خانہ کو دیتے ہیں ۔ اپنی بیٹیاں تک قربان کردیتے ہیں یعنی قادیانیوں سے ان کی شادیاں کروادیتے ہیں، اور پتہ نہیں کیا کیا کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ کلچر تو ہمارا ایک ہے، فرق صرف یہ ہے کہ شیطان نے ان کو خراب کرنے سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔اس طرح یورپ وغیرہ کے جو حکمران ہوتے ہیں وہ ان کے اچھے لوگوں میں ہوتے ہیں، ہمارے ہاں تو اکثر حکمران برے لوگوں میں ہوتے ہیں۔لیکن ان کے حکمران اچھے لوگوں میں ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود مسلمانوں سے جب کوئی معاہدہ کرتے ہیں تو اس کو توڑنا، مسلمانوں کو دھوکہ دینا، ان سے فریب کرنا یہ ان میں اعلیٰ پیمانے پر موجود ہوتا ہے، یہ چیز کہاں سے آتی ہے؟ فرمایا کہ یہ سارا شیطان کرواتا ہے۔تو شیطان جو گناہ کروائے گا وہ الگ ہوگا، اور نفس جو گناہ کروائے گا وہ الگ ہوگا۔تو اس وجہ سے من حیث القوم مسلمانوں کو برا نہیں کہنا چاہیے۔ ہاں یہ کہنا چاہیے کہ مسلمانوں کی یہ برائیاں بری ہیں، اور ان کا تدارک ہونا چاہیے۔

﴿صاحبزادگی اور سجادہ نشینی﴾

اسی طرح شیطان کسی بزرگ سے بدلہ کیسے لیتا ہے؟ اس کی اولاد کو خراب کردے گا۔ان کے اندر صاحبزادگی کو ڈال دے گا۔اب صاحبزادگی کی وجہ سے اس کی تربیت نہیں ہوسکی، اس کے لئے جو بزرگی ہے وہ صرف دنیا کو کمانے کے لئے ہے۔لہذا بعد میں جو آنے والے ہیں اگر ان کی تربیت نہ ہوچکی ہو تو اس کو محض اس کے لئے استعمال

کریں گے۔اس کے والد نے تو محنت کی تھی لیکن اس نے تو محنت نہیں کی اس کو تو بنی بنائی چیز مل گئی،تو اب دیکھ لیں کہ والد نے محنت کی اور بیٹوں نے اس کی ساری محنت خراب کردی یہ سجادہ نشینی میں آپ دیکھ سکتے ہیں وہ یہی چیزیں تو ہوتی ہیں۔کسی کو سجادہ نشین بنایا گیا، اور اس کی تربیت نہیں ہوئی، نتیجتاً اس کی ترجیحات اور ہوتی ہیں۔ہمارے کلچر میں شیطان نے یہ چکر ڈالا ہوا ہے کہ ہم اس بزرگ کی اولاد کے علاوہ کسی اور پر جمع نہیں ہوتے۔یعنی جب بزرگ فوت ہو جاتا ہے، بے شک اس کی پارٹی میں بہت اچھے اچھے کارکن موجود ہوں، بڑے مخلص لوگ موجود ہوں لیکن اس کا قائم مقام کس کو بنایا جاتا ہے اس کے بیٹے کو۔نتیجتاً جب بغیر تربیت کے وہ چیز اس کے حوالے ہو جائے گی تو نقصان تو ہوگا۔

﴿تربیت کے بعد سجادہ نشینی میں کوئی حرج نہیں﴾

ہاں اگر کسی کی تربیت ہو چکی ہو تو پھر فائدہ بھی ان کو زیادہ ہوگا۔جس طرح حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے بیٹے مولانا تقی عثمانی صاحب۔ظاہر ہے جب تربیت ہو چکی ہو زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔اس طرح مولانا الیاس صاحبؒ کے بیٹے مولانا یوسف کاندھلوی صاحبؒ، حضرت مدنیؒ کے بیٹے مولانا اسد مدنیؒ۔یہ تو بات ہے کہ جن کی تربیت ہو چکی ہو اور پھر ان کے والدین بھی ایسے ہوں تو پھر نور علی نور۔ایک اس کے اپنے قلب کا نور اور دوسرا اس کے والد کے قلب کا نور۔یہ مل کر ماشاءاللہ اس کو بہت اونچا لے کر جاتے ہیں۔لیکن بغیر تربیت کے اس کو ایسی ذمہ داری دینا بہت خطرناک ہے۔اسی وجہ سے بہت اچھے سلاسل بھی ختم ہو جاتے ہیں۔مولانا زکریا صاحبؒ کی تربیت ان کے والد نے کس انداز میں کی ہے،ان کی آپ بیتی میں لکھا ہے۔اس میں حضرت نے فرمایا کہ صاحبزادگی کا سور بڑی مشکل سے نکلتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کو ذمہ داریاں دلوانی ہوتی ہیں۔اگر اس طرح نہ ہو تو یہ کام آگے نہیں چل سکتا تھا۔اس topic کو ہم انشاءاللہ آگے چلائیں گے اللہ جل شانہ ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

دوسرا بیان

خطاب: سید شبیر احمد کاکاخیل

ضبط وترتیب: جناب محمد نواز خان

تاریخ ووقت: 24-11-2007، بعد مغرب

مقام: خانقاہ امدادیہ خیابان سرسید راولپنڈی
جوڑ کے موقع پر

موضوع: مکائد شیطان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنِ۔اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیینِ۔اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔صدق اللہ العلی العظیم

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

﴿شیطان کی چالوں سے کیسے بچا جائے؟﴾

ایک موضوع پہلے سے چل رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ شیطان ہمارے ساتھ کیا کر رہا ہے؟ شیطان کے جو مکائد ہیں اس کے جو جال ہیں اور اس کی جو چالیں ہیں اس سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں۔ اس سے بچنے کا کیا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے اور اس سے بچنے کے راستے کونسے ہو سکتے ہیں۔ یہ بہت ضروری چیز ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ تین چیزیں ہیں اگر اس کو ایک خاص ترتیب سے رکھا جائے تو پھر انسان گمراہ نہیں ہوتا۔

﴿جذبات، عقل اور شریعت﴾

ایک ہیں انسان کے جذبات، اس سے انکار نہیں۔ جذبات اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس طرح اللہ جل شانہ نے انسان کو عقل دی ہے۔ انسان عقل کے ذریعے سے جذبات کو کنٹرول کر سکتا ہے اگر کرنا چاہے۔ جذبات سطحی ہوتے ہیں، اس کا فوری اثر ہوتا ہے۔ عقل گہرائی میں دیکھتی ہے۔ بنیادوں پر چلتی ہے۔ لہٰذا جذبات کی اصلاح عقل کے ذریعے ہو سکتی ہے اور تیسری چیز شریعت ہے جس کو ہم ہدایت کہہ سکتے ہیں اور یہ منجانب اللہ ہوتی ہے۔ یہ وحی الٰہی سے ہمیں ملتی ہے۔ جہاں عقل کی

سرحد تمام ہوگئی، وہاں سے شریعت شروع ہوگئی۔ جہاں عقل کام نہیں کرتی وہاں شریعت کے مطابق عقل کو استعمال کرنا ہوتا ہے۔اور جہاں عقل چلتی ہے وہاں شریعت بات نہیں کرتی۔ جہاں عقل بالکل نہیں چلتی وہاں شریعت کا حکم آتا ہے۔اس وجہ سے عقل کبھی بھی شریعت کی کسی بات کا جائزہ نہیں لے سکتی، کیونکہ وہاں عقل ختم ہو جاتی ہے۔ڈاکٹر کے پاس جانا ہے عقل سے معلوم کرو کونسا ڈاکٹر اچھا ہے، کھانا کھانا ہے عقل سے معلوم کرو، گاڑی پر جانا ہے عقل سے پوچھو۔اس کی ہمیں اجازت انتم اعلم بأمور دنیاکم میں یہی تعلیم ہے،لیکن عقل کا فتویٰ کسی وقت بھی شریعت کے خلاف نہیں ہونا چاہیئے یعنی اگر کسی چیز سے شریعت نے منع کیا ہے تو اب عقل لاکھ فتوے دے اس پر عمل نہیں کرسکتے مثلاً کسی چیز کو کھانے کو جی چاہتا ہے، شریعت اس کو حرام بتاتی ہے ہرگز نہ کھاؤ کیونکہ عقل شریعت کے حکم کو چیلنج نہیں کرسکتی جس طرح ہائی کورٹ سپریم کورٹ کے حکم کو چیلنج نہیں کرسکتی

﴿تقویٰ کی جڑ ایمان بالغیب میں ہے﴾

شریعت ہے غیب پر ایمان لانا۔اس لئے تقویٰ کی بنیاد کو ایمان بالغیب قرار دیا گیا ہے۔آپ قران پاک پڑھیں، الٓمٓ (١) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (٢) سے هُمْ يُوْقِنُوْن تک۔آپ دیکھیں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ فرمایا ہے۔اس میں ہدایت ہے متقین کے لئے،لیکن ساتھ فرمایا کہ متقین کون لوگ ہیں۔**الذین یومنون بالغیب** ، جو ایمان بالغیب رکھتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ تقویٰ کی جڑ ایمان باالغیب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ عقلی ڈر کو تقویٰ نہیں کہتے۔تقویٰ اس ڈر کو کہتے ہے جو وحی الٰہی سے متعلق ہو۔اگر ہم لوگ اپنے جذبات کو عقل کے ذریعے سے دیکھیں اور پھر اس میں جو غلط ہو اس پر عمل نہ کریں۔مثلاً غصہ ہے، غصہ فوری اثر دیکھاتا ہے۔اس وقت اگر کوئی

چیز سامنے آ گئی تو عین ممکن ہے کہ بڑی سے بڑی غلطی انسان سے ہو جائے اور بعد میں انسان بچھتانے لگے، اس وقت تھوڑا سا ٹائم چاہیے ہوتا ہے۔ تا کہ انسان سوچ سکے۔ اس وقت کمال کی بات یہ ہے کہ تھوڑا سا اس کو ہٹا دو تا کہ اسے سوچنے کا وقت مل جائے، جب سوچنے کا وقت مل گیا تو بس پھر ٹھیک ہے۔ اگر قاتل کو پہلے سے پتہ ہو کہ اگر میں قتل کروں گا تو اس کے کیا کیا نتائج نکلیں گے تو وہ کبھی قتل نہیں کرے گا۔ اب اندازہ کریں کہ جو انسان غصہ کی وجہ سے قتل کرتا ہے اس وقت وہ ذرا بھر کسی کے سامنے نیچے نہیں جاتا۔ پھر بعد میں ہر چوکی پر، ہر پولیس والے، ہر جج اور ہر چوہدری کے سامنے اپنی انا کو ختم کرتا رہتا ہے۔ تو اگر اس وقت وہ ختم کر دیتا تو اچھا نہیں تھا؟ اس وقت تھوڑا سا اپنے آپ کو کم کر لیتا تو سارا معاملہ ختم ہو جاتا، اس طرح نہ ہوتا۔ لیکن اس کے سوچنے کا موقع کب ملتا ہے۔ نتیجے میں انسان سے بہت بڑی غلطی ہو جاتی ہے۔ اس لئے عقل کو جذبات پر حکمران ہونا چاہیے۔ اور عقل پر شریعت کو حکمران ہونا چاہیے۔ اگر ایسا ہو تو پھر مسئلہ نہیں ہوتا۔

﴿شیطان کا پہلا کام اس ترتیب کو توڑنا ہے﴾

اب شیطان اس ترتیب کو توڑے گا۔ وہ آپ کی عقل کو شریعت پر حکمران بنائے گا اور شریعت کے اندر آپ کی عقل کو دوڑائے گا کہ یہ چیز تو عقل کے مطابق نہیں۔ تا کہ آپ شریعت سے کٹ جائیں۔ پھر عقل پر جذبات کی حکمرانی کروائے گا۔ ممکن ہے کہ وہ آپ سے اس وقت ایسے کام کروا دے کہ بعد میں آپ کو پچھتانا پڑے۔ لیکن بہر حال اس وقت آپ کی عقل کو اس طرف نہیں آنے دے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ شیطان کا راستہ اگر بند کرنا ہو تو اس ترتیب کو بالکل تبدیل نہیں کرنا۔

اب سب سے پہلے ہوتا یہ ہے کہ شیطان کی پوری نظر اس بات پر ہوتی ہے کہ

جہاں سے ہمیں فائدہ ہو ہمیں ان سے کاٹ دے اور جہاں ہمیں نقصان ہوتا ہو وہاں سے ہمیں جوڑ دے۔ دوسری طرف جہاں سے فائدہ ہوتا ہو، ان کو خراب کردے گا۔ ایک محنت ہمارے اوپر ہے۔ ایک محنت ان پر ہے۔ یعنی جو لوگ ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں ان کو خراب کردے گا یا خراب مشہور کردے گا۔ پھر شیطان کامیاب ہوسکتا ہے ۔

﴿شیطان کا دوسرا کام۔ ہدایت کے نظام سے کاٹنا﴾

کام کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کن چیزوں سے راضی ہوتے ہیں۔ اس کا علم ہوگا تو ہم وہ کام کرسکیں گے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔ اس کے لئے وحی الٰہی کی علم کی ضرورت ہے۔ جس کا واسطہ ہمارے پاس قران وسنت اور اس کے علماء ہیں۔ یہ ہمارے پاس ہدایت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اور دوسرا حضور ﷺ کے ساتھ ہمارا تعلق اور رابطہ جو ہدایت کا منبع اور ذریعہ ہے جس کا واسطہ در واسطہ ہمارے ساتھ تعلق ہے بس شیطان کا کام یہ ہوگا کہ اس نظام سے ہمیں کاٹ دے۔ اس سے ہمیں نکال دے جن لوگوں پر براہ راست شیطان کا تسلط ہے یعنی وہ مجسم شیطان بن گئے ہیں۔ ان کا بھی یہی کام ہوتا ہے کہ ہمیں نظام ہدایت سے کاٹ دیں۔ دیکھیں یورپ اور امریکہ کی محنت کیا ہے۔ اس نظام سے کاٹنا۔ جو اس کی بات کرے گا وہ ان کا دشمن اور جو اس کی مخالفت کرے گا چاہے کتنا ہی بے بنیاد مخالفت ہو وہ ان کا دوست ہے۔ ترکی میں دیکھو۔ نعرہ سیکولرازم کا ہے یعنی سب کو مذہبی آزادی ملنی چاہیئے لیکن مذہبی آزادی نہیں دیتے تو مسلمانوں کو حتّٰی کہ خواتین کو سکارف لینے کی اجازت پر بھی پابندی تھی جو کہ اب ذرا نرم ہوئی ہے۔ اس نرمی کو وہ لوگ جو ان کو خراب کر رہے ہیں بری نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اب جس طرح وہ ہمارے اوپر محنت کر رہا ہے اس طرح وہ ان واسطوں پر بھی محنت کرے گا۔ علماء پر بھی محنت

کرے گا کہ ان کو بگاڑ دے۔اور جو واسطے بن رہے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ ہمیں ملانے کے،ان پر بھی محنت کرے گا۔ان کو بھی خراب کرے گا۔ اب علماء سوء کی خرابی تو حدیث شریف سے ثابت ہے۔آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ برے لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھی باتیں پوچھا کرتے ہیں پھر فرمایا برے لوگ علماء سو ہیں جو دین کو بیچیں گے اور دنیا کو کمائیں گے۔گویا دنیا کی محبت کی وجہ سے علماء دین کو بیچیں گے، دین کا خیال نہیں کریں گے، دنیا کا خیال کریں گے۔مثلاً جس چیز میں ان کو دنیا کا نقصان ہوتا ہوگا وہاں پر نہیں بولیں گے۔اور ممکن ہے کہ غلط باتیں بتانا شروع کردے۔جیسے آج کل جاوید غامدی ہیں۔وہ عالم ہے،لیکن وہ عالم ایسا ہے کہ وہ اپنی دنیاوی نفع کے لئے دین کی باتوں کو چھپا رہا ہے۔بلکہ غلط باتیں بتا رہا ہے۔ناجائز کو جائز بتا رہا ہے۔جائز کو ناجائز بتا رہا ہے۔روشن خیالی کا جو موضوع چل رہا ہے اس میں نام نہاد روشن خیالوں کی مدد کررہا ہے، بلکہ ہمارے مخالف مما لک کی مدد کررہا ہے۔اگر یہ چیز ہوتی رہے گی تو اس کو اس طرح اورلوگ بھی ملتے جائیں گے جو ایسا کریں گے کیونکہ ان کو دنیاوی فائدہ ہوگا۔تو جو دنیا کے فائدے کے لئے دین کو بیچتے ہیں انہیں علماء سو کہتے ہیں۔تو ایک تو یہ بات ہوگئی کہ علم کو pollute کردیا۔اب صحیح بات لوگوں کو نہیں پہنچے گی۔

﴿خرابی خراب دل سے چلے گی﴾

میں نے صرف ایک مثال دی ہے۔اس طرح اور بہت سارے لوگ ہوں گے اب جو اللہ پاک کی طرف سے ہدایت کا نظام تھا وہی اس کے لئے حجاب بنا دیا۔اب جس کا دل خود دنیا کے ساتھ محبت کررہا ہو تو اسے جاوید خامدی کی باتیں ہی صحیح لگیں گی۔کیونکہ ادھر طلب ہے ادھر رسد ہے۔لہذا بات ان کی ہی سمجھ میں آئے گی۔بے شک علماء ان کو صحیح

بات بتائیں لیکن وہ صحیح بات نہیں سنیں گے۔ان کو تو صرف ایک بہانہ چاہیے تھا۔ایک دلیل چاہیے تھی۔ایک بات چاہیے تھی وہ بات، وہ دلیل ان کو مل گئی۔اب جو صحیح بات کر رہا ہو گا تو کہیں گے یہ کہاں کا عالم ہے۔حالانکہ یہ ہر جگہ ہوتا ہے کہ صحیح لوگ بھی ہوتے ہیں غلط لوگ بھی ہوتے ہیں۔غلط لوگوں کے پیچھے نہیں جاتے، صحیح لوگوں کو تلاش کیا جاتا ہے۔لیکن یہاں پر چونکہ نفس کا چور ہے، لہذا وہ ان کی بات کو پکڑیں گے۔تو لوگوں کے لئے ہدایت کا ایک راستہ مخدوش ہو گیا۔

﴿شیطان کا تیسرا کام۔اچھی صحبت کو بدنام کرنا﴾

دوسری طرف جو صحبت کا سلسلہ ہے، جس کے ذریعے آپ ﷺ کے صحبت کے انوارات ہم تک پہنچ رہے ہیں جو کہ ہدایت کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔اب اس کو بھی شیطان pollute کرے گا۔شیطان اس کو کیسے pollute کرے گا؟۔ایک تو ہم لوگوں کے دماغ سے شریعت کے پہچاننے کے جو راستے ہیں وہ غلط کرادے گا۔یعنی صحیح اور غلط کی پہچان نہیں ہوگی۔جو شخص خود دین پر عمل نہ کر رہا ہو وہ کیسے آپ کے لئے دین کا ذریعہ بن سکتا ہے۔جو خود شریعت پر عمل نہیں کر رہا ہو وہ آپ کو شریعت کی تلقین کیسے کر سکتا ہے۔ایک ہوتے ہیں شریعت کے الفاظ اور ایک ہوتی ہے شریعت کی حقیقت۔جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ شریعت کی حقیقت کی بات کرتے ہیں۔وہ الفاظ کی بات نہیں کرتے۔اگر الفاظ کی بات ہو تو وہ تو ایک کلین شیو آدمی بھی آپ کو بتا سکتا ہے۔لیکن ایک کلین شیو آدمی سے آپ شریعت کی حقیقت حاصل نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ خود شریعت پر عمل نہیں کر رہا۔تو اول تو یہ بات کہ شیطان آپ سے صحیح بات کی پہچان ختم کروائے گا۔دوسری طرف وہاں کے جو لوگ ہوں گے ان کے اندر رسومات ڈالے گا۔فرضی باتیں پیدا کرے گا ،ایک چیز ہے

ذریعہ اور ایک ہے مقصد، مقصد کبھی تبدیل نہیں ہوسکتا، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا، بات مکمل ہوگئی دین میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی دین میں اب نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی بس اب مہر لگ گیا اب اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آسکتی

﴿ذریعے کو مقصد بنانا شیطان کا چوتھا کام﴾

اگر یہ بات سمجھ آگئی تو اب جتنے بھی مقاصد ہیں ان کے اندر تو تبدیلی نہیں ہوگی، ہاں ذرائع بدلے جاسکتے ہیں۔ اب اگر کسی ذریعے کو مقصد بنالیا گیا تو یہ دین کے اندر تبدیلی ہے۔ کیونکہ اس ذریعے کو مقصد بنالیا گیا۔ اب وہ جو ہدایت والا نظام ہے وہ متاثر ہوگیا، کیونکہ اب وہ ہدایت نہیں رہا۔ اب وہ حکمرانی بن گئی۔ اب جو ذرائع ہیں اگر ان کے اوپر آدمی اتنی محنت کرنے کے قابل ہوگیا کہ وہ مقاصد حاصل ہوگئے تو بس وہ کامیاب ہے۔ اب جو صحیح سلاسل ہیں، وہ بھی اگر اس چیز کا خیال نہیں رکھیں گے تو آہستہ آہستہ وہ چیز ان سے بھی اٹھتی جائے گی۔ آخر آپ مجھے بتائیں کہ کونسا بزرگ اتنا بڑا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام سے بڑا ہو؟ کوئی ہے ؟ کونسا بزرگ اتنا بڑا ہے جو حضرت علیؓ سے بڑا ہو اب مجھے بتائیں کہ حضرت علیؓ کے ماننے والے گمراہ ہوئے یا نہیں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں میں گمراہی آئی یا نہیں ؟ اور یہ بتدریج آئی ہے ایک دم نہیں آئی۔ اب جن کو ہم عیسائی کہتے ہیں یہ عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں۔ لیکن ان لوگوں میں اتنی گمراہی آگئی کہ حضور ﷺ سے انکار کردیا۔ جن کو سمجھانے کے لئے، جن کا مقام بتانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ وہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مان رہے تھے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ اور اس پیغمبر کو ماننے کے لئے

بھی تیار نہیں ہوئے جن کی بشارت انہوں نے دی تھی ۔اب اس وقت دنیا میں نام نہاد عیسائی اکثریت میں ہیں۔لیکن راہ پر کوئی نہیں ہے۔

﴾معیار ہدایت پر کبھی مصلحت نہیں﴿

اس سے پتہ چلا کہ ان کو نہ دیکھو جن کے ساتھ یہ connected ہیں بلکہ دیکھو کہ وہ ہدایت پر قائم بھی رہے یا نہیں ۔اصل چیز کو دیکھنا چاہیے کہ وہ ہدایت پر قائم بھی رہے یا نہیں ۔اس لئے معیار کے اندر تبدیلی نہیں کرنی چاہیے۔ جب معیار کے اندر لوگ تبدیلی کرنے لگ جاتے ہیں تو پھر شیطان کے لئے ان کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوجاتا ہے۔ پھر کسی بھی چیز سے وہ ان لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ جتنے بھی مبارک سلاسل ہیں، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، یہ سارے سلسلے صحیح سلسلے ہیں لیکن بعد میں اگر وہ اپنی ترتیب میں نہ رہے اور لوگوں نے اس معیار کو برقرار نہیں رکھا اور ذرائع کو مقاصد بنانے لگے ۔اور اصل کی جگہ رسومات نے پکڑ لی تو ان سے ہدایت ختم ہوگئی ۔کٹ گئی ۔ کیونکہ ہر چیز کی اپنی اصل ہے۔ جب وہ اپنی اصل سے ہٹ جائے تو پھر اس پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا میں آپ کو دوسری مثال دوں ۔اللہ والے اور ان کی اولاد ۔ان کا فائدہ تو ہوتا ہے۔لیکن اگر وہ اپنے آباء کے نقش قدم پر نہ رہیں، تو کیا وہ چیز پھر بھی ان کے ساتھ رہے گی؟ وہ چیز نہیں رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ خود ہماری فیملی کے دو بزرگ تھے، ایک کا نام محمدؒ تھا اور ایک کا نام علیؒ تھا۔علیؒ عالم بھی تھے اور درویش بھی تھے ۔ وہ بادشاہ بن گئے ۔لیکن اس نے بادشاہت کو چھوڑ دیا اور درویشی اختیار کی اور علمی لائن اختیار کی ۔ان کے اولاد میں پھر یہ فقراء اور درویش آنے لگے۔ دوسری طرف بادشاہی کا سلسلہ شروع ہوگیا، کچھ نسلوں تک تو وہ ٹھیک رہے اس کے بعد بادشاہت جو لوگوں کے ساتھ کرتی ہے ان کے ساتھ بھی ہوگیا

اور ہوتے ہوتے وہ آغا خانی ہوگئے۔ ہمارا اور آغا خانیوں کا ایک ہی tribe ہے۔اب آپ مجھے بتائیں کہ دونوں اولادِ رسول ہیں لیکن ایک اپنے راستے پر رہا اور دوسرا راستے پر نہیں رہا۔ جو راستے پر تھا تو الحمداللہ کا کا صاحبؒ تک ولایت تسلسل سے چلی آرہی تھی۔تو یہاں تک تو پہنچ گئی اور دوسری طرف والوں نے راستہ گم کردیا۔اب آغا خان صاحب کو آپ کیا سمجھیں گے،جن کا عقیدہ یہ ہو کہ نعوذ باللہ، خدا نے علیؓ میں حلول کرلیا۔اور پھر ان سے امام حسینؓ اور پھر ہوتے ہوتے اب آغا خان میں حلول کیا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔تو اب وہ دین پر نہیں رہے،اگر کسی کا یہ عقیدہ ہوگا تو وہ کافر نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟ تو اگر وہ سلسلہ خراب ہوسکتا ہے تو یہ کیوں خراب نہیں ہوسکتے۔تو صرف سلسلہ کو نہیں لینا ہوتا، سلسلہ ہدایت کو لینا ہوتا ہے۔جس سلسلے میں ہدایت چلی آرہی ہے اس کو لینا ہے۔

﴿خشک چشموں پر ڈیرے﴾

شاہ ولی اللہؒ نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ بہت سارے لوگ ایسے چشموں پر ڈیرے ڈالے ہوتے ہیں جو خشک ہوچکے ہوتے ہیں،اور وہ چشمہ کہیں اور نکلا ہوتا ہے۔ یہی وہ المیہ ہے جس کو لوگ نہیں سمجھتے۔اب ہمارے ساتھ ہی ایک مشہور گدی ہے۔اس کے بانی بلا شبہ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔اور ہمارے مفتی زہیر صاحب کے والد کے ماموں ان کی مجلس میں ہوتے تھے۔انہوں نے ایک دفعہ بتایا کہ ایک دفعہ قوال قوالی کررہے تھے، بغیر مزامیر کے یعنی کوئی musical instruments نہیں تھے۔تو کہتے ہیں کہ اس قوال کا ہاتھ اوپر اٹھ گیا، حضرت نے فوراً روک دیا،اور پوچھا کہ تو نے ہاتھ ڈوموں کی طرح کیوں اونچا کیا؟ اس نے کہا جی غلطی ہوگئی۔فرمایا آئندہ تو میرے ہاں قوالی نہیں کرے گا۔اس قوال نے بہت منت سماجت کی لیکن حضرت تیار نہیں ہوئے اور

اسے قوالوں کی فہرست سے نکال دیا۔ جب حضرت اتنی سی چیز کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ تو اب وہاں پر کیا کچھ نہیں ہوتا۔ اب اگر آپ وہاں پر جائیں گے تو وہاں پر آپ کو ہدایت تو نہیں ملے گی۔ ایک دفعہ ہم وہاں گئے تھے تو وہاں چھالیہ صاف ہو رہا تھا۔ کیا وہاں موجود لوگوں میں کسی نے حضرت سے ذکر لیا تھا؟ اپنا کوئی حال کسی نے بتایا تھا۔ کوئی اصلاحی بات ہوئی تھی، ساری باتیں یہی تھیں کہ فلاں جگہ پر ہمارا مرید ہے۔ فلاں شخص بھی مجھ سے بیعت ہے۔ اس کو کہہ دو، وہ آپ کے لئے یہ کر دے گا۔ یعنی ایک بیٹھک کی طرح جگہ ہے اور اس میں ساری چیزیں ہو رہی ہیں۔ جو لوگ ان کے پاس آ رہے تھے وہ بھی اسی لئے آ رہے تھے۔ اور جن کو وہ بتا رہے تھے وہ بھی ایسے ہی تھے، تو اصل ختم ہو گیا۔ اسی طرح سلسلے ختم ہوتے ہیں۔ اگر کوئی اپنے اصل پر نہ رہے تو بے شک وہ بہت بڑے بزرگ ہوں لیکن ہمارے عیسیٰ علیہ السلام سے تو بڑے نہیں ہیں۔ حضرت علیؓ سے تو بڑے نہیں ہیں۔ جب حضرت علیؓ کے ماننے والے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ایسے ہو سکتے ہیں تو ان کے ماننے والے ایسے کیوں نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم لوگ ان بنیادی نشانیوں کو دیکھیں۔ ہم اس ترتیب کو تبدیل نہ کریں۔ شریعت کا جو مزاج ہے اس کو تبدیل نہ کریں۔ اس لئے آج کل ضروری ہے۔ کہ اللہ والوں سے وہ لیا جائے جو ان کے پاس ہے۔ اور جو اہل علم ہیں ان سے وہ لیا جائے جو ان کے پاس ہے۔ تاکہ اہل علم سے جو آپ نے لیا ہے اسکے ذریعے آپ اہل اللہ کو پہچان سکیں۔ پھر آپ اپنی اصلاح کر سکیں گے۔ علم سے آپ کو شریعت کا حکم معلوم ہو گیا اور بزرگوں کی صحبت سے آپ کو عمل کی توفیق نصیب ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ پھر آپ نے عمل کرنا شروع کر دیا۔

﴿صوفی کو صوفی اور مفتی کو مفتی رہنا چاہیئے﴾

عموماً علم اور صحبت جسے ہم تصوف بھی کہتے ہیں یہ شعبے جدا جدا ہوتے ہیں۔ ہم لوگ اگر کسی صوفی کو جو عالم نہ ہو، مفتی کی مسند پر بٹھائیں گے تو پھر بھی گڑ بڑ ہو جائے گی۔ اور مفتی کو شیخ کی مسند پر بٹھائیں گے پھر بھی گڑ بڑ ہو جائے گی۔ مفتی کو آپ اپنے احوال نہ بتائیں، صرف شیخ کو بتائیں۔ آپ کا یہ کام ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اب آج کل مفتیوں میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ اگر آپ ان کو اپنا احوال بتائیں گے تو وہ بھی آپ کو کچھ بتا دے گا۔ یہ نہیں کہے گا کہ میں اس فیلڈ کا نہیں ہوں، حالانکہ یہ اس کا فیلڈ نہیں ہے۔ اس کو فوراً کہنا چاہیے کہ یہ میرا فیلڈ نہیں ہے اور صوفی صاحب سے اگر آپ فتویٰ پوچھیں گے تو وہ آپ کو فتویٰ بتا دے گا، حالانکہ یہ اس کا فیلڈ نہیں ہے۔ اس کو اس سے انکار کرنا چاہیے اس کو اس سے انکار کرنا چاہیے۔ تاکہ دونوں کام صحیح طور پر چلتے رہیں ورنہ پھر مسائل پیدا ہونگے۔ تو یہ ایک ترتیب ہے جس کو سامنے رکھنا چاہیے کہ جو کام جس کو ساجھے وہی کرے تب انسان حق پر رہ سکتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ اپنا راستہ گم کر سکتا ہے۔ اللہ والوں کی پہچان کی موٹی موٹی نشانیاں جو میں اکثر اپنے بیانات میں بتاتا ہوں۔ وہ اسی لئے بار بار بتاتا ہوں کہ جو انسان تلاش کر رہے ہوں کم از کم اس کو صحیح جگہ تو مل سکے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دھوکے میں پڑ جائے۔

﴿کشف کرامات کی ڈھونڈ شعبدہ بازوں تک رسائی ہوتی ہے﴾

عموماً یہ ہوتا ہے کہ لوگ کرامات اور کشفوں کو کچھ بہت ہی زیادہ وزن دے دیتے ہیں۔ نتیجتاً جو لوگ شعبدہ بازی دکھاتے ہیں ان کو لوگ کرامت سمجھ لیتے ہیں یا کشف بنا دیتے ہیں۔ اب بے شک وہ شریعت پر چل رہا ہو یا نہ چل رہا ہو اس بات کی کوئی اہمیت

نہیں ہوگی۔حالانکہ یہ بنیادی چیز ہے۔جو شریعت پرنہیں چل رہاوہ ولی اللہ تونہیں ہوسکتا

﴿شیخ کاعقیدہ درست ہوناسب سے زیادہ ضروری ہے﴾

ولایت کی دونشانیاں لازمی ہیں۔ایک ایمان اوردوسراتقویٰ۔اس لئے اگرکسی کاعقیدہ ہی صحیح نہ ہوتواس کےتقویٰ کاکوئی مطلب نہیں۔ایسے شخص کےتو قریب بھی نہیں جاناچاہیئے۔جس کاخودایمان صحیح نہ ہووہ آپ کےایمان کاخیال کیسے رکھےگا۔ولایت اور اللہ کی نافرمانی جمع نہیں ہوسکتی۔جونافرمانی چھپ کرکی جاتی ہےاس کےمسائل تو بہت ہیں،لیکن جوظاہری نافرمانی ہےجس کوفسق کہتے ہیں۔فسق ظاہری گناہ کو کہتے ہیں،مثلاً ایک شخص ڈاڑھی کاٹ رہاہے،یہ فاسق ہے۔تواس کوآپ کبھی بھی شیخ نہ سمجھیں،چاہے وہ ہوامیں اڑتاہوانظرآئے۔اس کی وجہ یہ ہےکہ وہ علانیہ اللہ کانافرمان ہے۔نافرمانی کھل کرکررہاہے۔اوراس پروہ شرماتابھی نہیں۔جوچھپ کرکررہاہےوہ شرماتاتوہےنا۔توجو کھل کرکررہاہےوہ شرماتانہیں ہے۔

ایک مشہورسلسلہ ہے اس کی باباجی کی داڑھی چھوٹی تھی لیکن لوگ اس کوبزرگ سمجھتے ہیں۔اوربعض کی توبالکل داڑھی ہی نہیں ہوتی ہےوہ بھی ان لوگوں کےنزدیک بزرگ ہوتے ہیں۔وجہ کیاہے؟لوگوں نےمعیارہی تبدیل کردیا۔دیکھیں ایک آدمی اگر خودہی داڑھی نہ رکھے،گناہ توہےلیکن اس کونقصان اس لئےنہیں ہورہاکہ وہ مقتدانہیں ہے۔لیکن جومقتداہےاس کےلئےیہ چیزتوکم ازکم ضروری ہے۔مقتداکی بات اورہے۔ وہ اس چیزکونہیں چھوڑسکتا۔ٹھیک ہےانسان کمزورہےلیکن مقتدااس چیزکےپیچھے کیوں جارہاہےجوشریعت سےنکل گیاہے۔مسلمان ہوناتوٹھیک ہے،الحمداللہ جواہل ایمان ہیں وہ مسلمان ہیں۔

شیخ کے لئے فرض عین علم ضروری ہے۔

لیکن اگر میں اللہ پاک سے ایک خاص طریقے سے کچھ لینا چاہتا ہوں تو اللہ پاک نے جن لوگوں کو ذریعہ بنایا ہے میں ان سے لوں گا۔تو ایسے لوگوں کا ظاہری شریعت پرکم ازکم عمل ضروری ہے۔ورنہ ایسے لوگوں کو اللہ پاک ذریعہ نہیں بناتے جو ظاہری شریعت پرنہیں چلتے۔تو اس کے پاس علم ظاہر ہونا چاہیے جس پر وہ چوبیس گھنٹے شریعت کے مطابق گزار سکے۔

﴿شیخ کا صحبت یافتہ ہونا بھی ضروری ہے﴾

تیسری بات یہ ہے کہ وہ صاحب صحبت ہو، پھر اس میں وہ برکت والی بات آ جائیگی پھر اسکو صحبت کے ذریعے سے اجازت ملی ہو یہ authentification ہے یعنی اس کو authorise کیا ہو۔چوتھی بات یہ ہے کہ اس کے پاس جو لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں، ان کو اس کا فیض ملتا ہو، پتہ چلتا ہو کہ دیکھو یہ پہلے ایسا تھا، اب ایسا ہے۔

﴿فیض کا کیا مطلب ہے؟﴾

لوگ فیض کس چیز کو سمجھتے ہیں یہ بھی میں آپ کو بتا دوں، کیونکہ اس میں بھی لوگ دھوکے میں پڑ جاتے ہیں۔مثال کے طور پر ایک آدمی ہے۔اس کا نماز میں جی لگتا ہے اور بڑے ہی مزے میں ہے اور کیفیات میں ہے۔تو لوگ سمجھتے ہیں اس کا فیض ہے۔لیکن خاموشی کے ساتھ بغیر جی لگے جو دین پر چلنا شروع ہو جائے ، اس کو فیض نہیں سمجھتے ۔ حالانکہ یہ زیادہ فیض ہے۔جی نہیں چاہتا پھر بھی چل رہے ہیں۔دین کب مضبوط تصور ہوگا جب دل چاہے گا یا دل نہیں چاہے گا اور پھر بھی چلے گا، اس وقت کونسا مضبوط ہوگا ؟ دل

نہیں چاہے گا تب دین زیادہ مضبوط ہے۔ کیونکہ اس کے کٹنے کا امکان نہیں ہے، دوسرے کے کٹنے کا امکان ہے کیونکہ اس پر ابھی کوئی امتحان نہیں آیا۔ وہ ابھی خطرے میں ہے۔ تو یہ والی بات عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔

میرے پاس ایک صاحب آئے کہا کہ میرا آپ کے ساتھ اتنا عرصہ ہوا لیکن مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا، میں نے کہا آپ کی مرضی، میں آپ کو روکتا تو نہیں آپ جس کے پیچھے بھی جانا چاہیں چلے جائیں میں آپ کو نہیں روکوں گا۔ لیکن آپ کا دماغ ٹھیک کرنے کے ارادے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں ۔ میں نے کہا پہلے آپ کا قرآن کچا تھا، کہا ہاں۔ میں نے کہا اب پکا ہو گیا نا، اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ کہا ہاں یہ بات تو ہے۔ پھر میں نے دو تین چیزیں اور بتا دیں۔ کہا ہاں یہ بات بھی ہے۔ میں نے کہا خدا کے بندے اگر آپ میں دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

لوگ اسی لئے دھوکے میں پڑ جاتے ہیں۔ یعنی ان چیزوں کو لوگ چیزیں ہی نہیں سمجھتے۔ اب پتہ نہیں وہ ہوا میں اڑنا چاہتا ہے یا کچھ اور کرنا چاہتا ہے تو وہ چیزیں تو ہمارے پاس نہیں ہیں اور نہ ہم اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جنید بغدادیؒ کے پاس ایک شخص دس سال تک رہے، دس سال کے بعد وہ جانے لگے تو حضرت کو پتہ چل گیا کہ وہ جا رہے ہیں، پوچھا کیا بات ہے کیوں جا رہے ہو؟ کہا حضرت میں آپ کے ساتھ دس سال رہا ہوں لیکن مجھے آپ میں کوئی کرامت نظر نہیں آئی۔ حضرت نے فرمایا ان دس سالوں میں مجھ سے کوئی خلاف سنت کام ہوتے دیکھا ہے؟۔ کہا نہیں۔ فرمایا، جنید کی اس سے بڑھ کر کرامت کیا ہو گی کہ دس سال اس نے اللہ کو ناراض نہیں کیا۔ پھر فرمایا الاستقامت فوق الکرامت۔ استقامت کرامت سے اونچی چیز ہے۔ تو ان چیزوں کو لوگ نہیں دیکھتے۔ وہ

کیا دیکھتے ہیں؟ شعبدہ بازیاں۔ وہ تو جوگی بھی کر سکتے ہیں۔ جوگی ہوا میں اڑ بھی سکتے ہیں

حضرت امام زین العابدینؒ کے ساتھ جس جوگی کا مقابلہ ہوا تھا وہ بھی تو ہوا میں اڑ رہا تھا۔ حضرت نے جوتی بھیج کر اس کو نیچے اتارا۔ تو ٹھیک ہے حضرت کی تو بزرگی تھی لیکن اس جوگی کی کیا تھی؟ آخر وہ جو اڑ رہا تھا اس میں بھی کوئی بات تو تھی۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگ اسی چیز کو بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے اس بارے میں فرمایا کہ جو ہوا میں اڑتا ہے تو مکھی بھی تو ہوا میں اڑتی ہے۔ اور جو دریا پر چلتا ہے تو مچھلی بھی دریا میں چلتی ہے، یہ کونسی بڑی بات ہے۔ اصل کمال تو انسان بننے میں ہے انسان بن جاؤ اور زمین کے اوپر چلو۔ ان چیزوں کو لوگ نہیں سمجھتے۔ تو میں یہ بات کرنا چاہ رہا تھا کہ فیض کو دیکھنا چاہیے۔

﴿مروت نہیں اصلاح﴾

اس کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ مروت نہ کرتا ہو بلکہ اصلاح کرتا ہو۔ ہر ایک کے اصلاح کا ڈھنگ الگ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے پڑھے لکھے لوگوں کی اصلاح کا الگ طریقہ ہوگا۔ ان پڑھ لوگوں کی اصلاح کا طریقہ الگ ہوگا۔ شہریوں کا الگ ہوگا دیہاتیوں کا الگ ہوگا۔ جو خاندانی لوگ ہیں ان کا الگ ہوگا اور جو عام لوگ ہیں ان کا الگ ہے۔ ظاہر ہے جیسے مزاج مختلف ہیں ویسے طریقے مختلف ہونگے۔ لیکن یہ بات ہے کہ وہ مروت نہیں کرے گا کہیں ان کو نقصان نہ پہنچے۔ اور آخری بات یہ کہ اس کے مجلس میں بیٹھ کر خدا یاد آتا ہو اور اللہ کی طرف توجہ ہوتی ہو۔ یہ بڑی بات ہے۔ بہر حال ان راستوں کو شیطان pollute کر سکتا ہے۔ اگر ایک انسان معیار کو تبدیل نہ کرے تو پھر نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اگر معیار کو ہلایا تو پھر نقصان ہے۔

﴿معیار تبدیل نہیں کرنا﴾

مجھے ایک صاحب نے کہا شبیر صاحب آپ ٹی وی کے خلاف بات کرتے ہیں اب تو کیبل آ گیا وہ تو اس سے آگے کی چیز ہے۔اب آپ ٹی وی کا کیا کریں گے۔ میں نے کہا میں اب بھی ٹی وی کی مخالفت کروں گا اور کیبل کی بھی مخالفت کروں گا کہ کیونکہ معیار تو مجھے تبدیل نہیں کرنا۔ٹی وی سے بھی خرابی آئے گی اور کیبل سے بھی۔ اگر اس طرح ہم چھوڑتے رہے تو پھر دین تو گیا۔ دین تو وہی ہے جو حضور ﷺ کے وقت میں تھا۔ اور قیامت تک وہی دین ہوگا۔اب یہ علیحدہ بات ہے کہ اس وقت سو فیصد دین پر چلنے والے موجود تھے۔ پھر نوے فیصد والے آ گئے۔ پھر اسی فیصد والے آ گئے۔اب ممکن ہے دس فیصد والے ہوں۔ یہ بات ہم مانتے ہیں۔لیکن دین تو وہی ہے جو حضور ﷺ کے وقت میں تھا۔اسی کو ہم دین کہیں گے اور جو بے دینی آئے گی اس کو ہم بے دینی کہیں گے۔ معیار کو تبدیل نہیں کریں گے اس سے سارا کام خراب ہوتا ہے۔شیطان کا کام یہی ہے کہ وہ معیار تبدیل کروائے گا۔ ہماری سوچ کو بدلے گا۔اب دیکھیں لوگوں کی سوچ کیسے بدل گئی کہ وہ اہل شیطان کو اہل اللہ سمجھنے لگے ہیں۔ جو شیطان کے پجاری ہوں لوگ ان کو اللہ کے ولی سمجھنے لگیں تو اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب انسان معیار کو تبدیل کرلے۔تو معیار کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔اور وہی ترتیب رکھنی چاہیے کہ جذبات پر عقل اور عقل پر شریعت۔ یہ اگر کرے تو شیطان سے اچھی خاصی بچت ہو جاتی ہے۔کم از کم conceptual صورت میں۔

﴿شیخ کی صورت میں شیطان نہیں آ سکتا﴾

باقی یہ بات ہے کہ اگر اللہ پاک کسی ایسے شخص کے ساتھ ملا دے تو پھر اس کے

ساتھ رہنے میں ہی فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ پاک جس کو کسی کے لئے ہدایت کا راستہ بنا دے مثلاً شیخ۔ تو شیطان پھر اس کی صورت میں نہیں آ سکتا۔ بشرطیکہ وہ صحیح شیخ ہو۔ شیطان پھر اس کی صورت میں خواب میں نہیں آسکتا کیونکہ وہ آپ ﷺ کا نائب ہے تو آپ ﷺ کی صورت میں بھی شیطان نہیں آ سکتا اور آپ ﷺ کے نائب کی صورت میں بھی نہیں آ سکتا۔ یہ راستہ شیطان پر بند کر دیا گیا ہے۔

حضرت گنگوہیؒ نے امداد السلوک میں فرمایا ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ اگر ایک انسان کسی صحیح اور باشرع شیخ کے ساتھ وابستہ ہے تو وہ محفوظ ہے۔ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

﴿خواب میں شیخ کی رہنمائی سلسلے میں قبولیت کی علامت ہے﴾

اللہ جل شانہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ شیخ کو پتہ بھی نہیں ہوگا لیکن اس کے تعلق کی وجہ سے اللہ پاک اس کو بچائے گا۔ اللہ جل شانہ اس کو غلطیوں سے بچاتے ہیں اور اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ بہت سارے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہمارے خواب میں آئے اور ہمیں یہ بتایا۔ تو میں جواب دیتا ہوں کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ میرے پاس تو یہ تصرف نہیں کہ میں کسی کے خواب میں جاؤں۔ لیکن اللہ پاک اس کا لاج رکھتے ہیں تو لوگوں کو معلوم ہوتا رہتا ہے۔ اور خواب میں بتایا بھی جاتا ہے کہ یہ کر لو اور یہ کر لو۔ میں نے تو اس کا بہت ہی آسان حل ڈھونڈا ہے۔ جب بھی میرے پاس ایسا کوئی خواب لاتا ہے اور مجھے بتاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ یہ سلسلے کی برکت ہے۔ میں اسے کہتا ہوں کہ سلسلہ آپ سے یہ چاہتا ہے۔

ایک خاتون مجھے دفتر فون کرتی تھی اور بہت زیادہ کرتی تھی میں بہت تنگ ہو گیا

تو میں نے سوچا کہ اگر میں اس کو سختی سے روکوں گا تو ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہوجائے۔تو میں اس کے ساتھ ذرا نرمی والا معاملہ کرر ہا تھا۔ایک دن اس نے خواب دیکھا اور خواب میں دیکھا کہ مجھے اس نے فون کیا اور میں نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ تو نہیں جانتی میں کون ہوں۔کیا میں صرف تمہارے لئے بیٹھا ہوں۔آئندہ کے لئے مجھے دفتر فون نہ کرنا۔تو کہتی ہیں کہ آپ نے مجھے سختی کے ساتھ ڈانٹا۔اگلے دن اس نے اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ خواب کیسا ہے۔تو میں نے جواب دیا کہ میں تو آپ کو نہیں روک سکتا تھا اب اللہ پاک نے سلسلے کی برکت سے آپ کو روک دیا۔اب آپ مجھے فون نہ کیا کریں۔وہ بڑی سٹپٹائی،لیکن بہرحال میں نے اس سے کہا کہ بس اب حکم ہوگیا جو آپ کو دیا جا چکا ہے تو یہ ہوتی ہے اللہ پاک کی طرف سے مدد۔

﴿مربی حقیقی اللہ تعالیٰ ہے﴾

اللہ پاک کا اپنا ایک نظام ہے اس کی برکت سے وہ معاملات حل فرماتے رہتے ہیں۔بہت سارے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوتے ہیں اور آپ وہ باتیں کردیتے ہیں جو ہمارے دلوں میں ہوتی ہیں۔تو صحیح بات یہ ہے کہ مجھے تو علم ہی نہیں ہوتا کہ کسی کے دل میں کیا بات ہے،بہرحال اللہ جل شانہ اپنا فضل فرما کر آپ لوگوں کے جو سوالات ہوتے ہیں اس کا جواب میری زبان پر جاری فرمادیتے ہیں اور مجھے اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔یہ اللہ پاک کا احسان ہے۔ایسا ہوتا رہتا ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جب ہم مولانا اشرف صاحبؒ سے بیعت ہوگئے تو تین دن تک وہی باتیں ہوتی رہیں جو میری تھیں۔پہلے دن میں نے کہا تھا کہ آج میں بڑا خوش قسمت ہوں کہ میں

ایسے وقت پر آیا کہ اس قسم کی باتیں ہورہی تھیں ۔ دوسرے دن میں نے کہا واہ جی واہ میں بڑا خوش نصیب ہوں وہی باتیں ہورہی ہیں جو میں پوچھنا چاہتا تھا۔تین دن تک جب ایسا ہوا تو میں نے کہا کمال ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہوگئی۔ایک ساتھی نے مجھے چپکے سے کہا یہ صرف آپ کے ساتھ نہیں ہم سب کے ساتھ ایسا ہورہا ہے۔میں نے کہا اچھا پھر ٹھیک ہے یہاں سب کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔تو یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس کا مولانا صاحب کو بھی پتہ نہیں تھا۔

انسان کسی اور کے بارے میں نہیں کہہ سکتا لیکن وہ اپنے تجربے کو بنیاد بنا کر کہہ سکتا ہے کہ ان کیساتھ بھی ایسا ہی معاملہ تھا کہ حضرت کو پتہ بھی نہیں ہوتا تھا اور ایسی باتیں ہوجاتی تھیں ۔ اللہ جل شانہ اپنا فضل فرمائے اگر ایسا ہو تو پھر ان کے ساتھ رہنے میں ہی فائدہ ہے۔مثلاً ان کے ساتھ attach ہونے میں ہی فائدہ ہے کیونکہ اس کی برکت سے واقعتاً انسان کی بچت ہوتی ہے۔ مجھے تو الحمد اللہ، اللہ پاک نے ایسے کھل کر دکھایا ہے کہ میں اس پر قسم بھی کھا سکتا ہوں۔

﴿شیخ کے ذریعے اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں﴾

میں مولانا صاحبؒ کے پاس گیا تھا ان سے عرض کیا کہ حضرت میں جرمنی جارہا ہوں حکومت مجھے جرمنی بھیج رہی ہے تو مجھے پریشانی ہے میں نے کبھی اتنا لمبا سفر نہیں کیا، اور بیمار بھی ہوں۔حضرت نے فرمایا نہیں جرمنی جاؤ، وہاں ضرور جاؤ، اقبال تب ہی اقبال بنا تھا جب وہ جرمنی سے ہوکر آیا تھا۔ میں نے کہا حضرت میں کیا کروں اکیلے جارہا ہوں ۔ حضرت نے فرمایا کیسے اکیلے ہو، اللہ رحیم جو ساتھ ہے۔اب حضرت یہ بات ایسے انداز میں کہہ دی کہ یہ بات میرے دل میں گھس گئی۔لوگ تو تصور کرتے ہیں، مجھے تو تصور کرنے

کی بھی ضرورت نہیں تھی ۔مولانا صاحب کی برکت سے یہ بات دل میں بیٹھ گئی کہ اللہ میرے ساتھ ہیں۔اب اس پر نہ convincing کی ضرورت تھی نہ کسی سے سننے کی ضرورت تھی۔بس بات ہوگئی۔جب ہوگئی تو اللہ پاک نے اس کی برکت سے میرا ایسا حال کردیا کہ دو سال میں جرمنی میں رہا ہوں اور جانے اور آنے تک اللہ پاک نے ہر موقع پر مجھے دکھایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔اللہ پاک نے ایسے انتظام کردیا۔خود وہاں جرمنی میں الفریڈ جو ہمارے نومسلم ساتھی تھے ڈیڑھ سال کے بعد اس نے کہا you have landed here so softly,I have never seen a person یہ اس کے الفاظ ہیں میں نے اس ذرا بھر تبدیلی نہیں کی۔اور واقعتاً ہمارے ساتھ یہی بات تھی ہر چیز میں اللہ پاک کی مدد حاصل رہی۔تو ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیے۔کیونکہ سب کچھ تو اللہ کرتا ہے ہر چیز اس کے ہاتھ میں ہے اللہ پاک اپنی مہربانی سے سب کچھ کر لیتے ہیں تو اس وجہ سے ایسے لوگوں کے ساتھ ہونے ہی میں فائدہ ہے۔تب انسان گمراہ نہیں ہوتا۔شیطان سب سے پہلے کوشش کرے گا کہ شیخ سے کاٹے۔کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ جب تک شیخ کے ساتھ ہوگا تب تک میرا داؤ اس پر نہیں چلے گا۔تو پہلے صحیح شیخ سے کاٹے گا۔اور اس کے لئے مختلف تاویلات کرے گا۔

انسان میں کمزرویاں تو ہوتی ہیں۔ان کمزوریوں کو بنیاد بنا کر کہے گا دیکھو نے اس نے کیا کردیا۔اب آپ کے دل میں شک وشبہات ڈال کر بدگمان کر کے کاٹ دے گا۔اور پھر آپ کو کٹے پتنگ کی طرح جہاں لے جائے اس کی مرضی۔تو اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔اسی بات کو حضرت گنگوہیؒ نے ان الفاظ میں فرمایا، کہ جو بھی آپ کو اپنے شیخ سے ہٹا رہا ہے اور کسی دوسری طرف لے جا رہا ہے سمجھو کہ شیطان آپ کے اندر تصرف

کررہا ہے۔ اوراچھی جگہ سے نکال رہا ہے اور دوسری غلط جگہ پر لے جارہا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ کو بھی پھراس کی پرواہ نہیں ہوگی کہ یہ کس وادی میں اور کس گڑھے میں ہلاک ہوجائے۔ یہ ان کے الفاظ ہیں۔

یہ کس قدر خطرناک الفاظ ہیں۔ یہ اس لئے کہ اس میں ناقدری تھی، اللہ جل شانہ نے اس پر ہدایت کا ایک دروازہ کھولا تھا اور اس نے اس دروازے کو اپنے اوپر بند کردیا اور اس کو چھوڑ دیا تو پھر اللہ پاک کو بھی اس کی پرواہ نہیں ہوگی کہ جہاں چاہے چلا جائے جہاں گرنا چاہے وہاں گر جائے تو اگر انسان اللہ والوں کے ساتھ ہے۔ اپنے شیخ کے ساتھ ہے تو اللہ پاک کی حفاظت کا جو نظام ہے وہ اس کے لئے موثر ہوگا اور اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ شیطان اس پر راستہ نہیں پا سکے گا۔

﴿اپنے عیوب کا نظر آنا سب سے بڑا کشف ہے﴾

ایک خاتون نے مجھے کافی عرصہ بعد فون کیا، اور بہت دکھ اور رونے کے انداز میں کہا کہ میں تو ایسی ہوں اور ویسی ہوں اور مجھے میں تو یہ بھی ہے وہ بھی ہے۔ میں نے کہا اللہ کی بندی آپ پر اللہ جل شانہ کا بڑا فضل ہوگیا ہے۔ لوگ کشفوں کے پیچھے پڑتے ہیں، اصل کشف تو اپنے عیوب کا کشف ہے۔ اور آپ کو اللہ پاک نے مفت میں کرادیا۔ اب اور کیا چاہتی ہو۔ یہی تو اصل چیز ہے اگر آپ کو اپنے عیوب نظر آ گئے تو اس سے اچھی بات اور کیا ہے۔ ہمیں تو مسئلہ یہی ہے کہ بزرگی ہمیں پریشان کرتی ہے۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ انسان بزرگی سے نکلے اور اس کو اپنے عیوب نظر آنے لگے اور ماشاء اللہ آپ کو یہ نظر آ گئے آپ تو خوش قسمت ہیں۔ اب کام کرو۔ تو واقعی عیوب نظر آنا بہت مشکل کام ہے۔ آسان کام نہیں ہے۔ اپنے عیوب نظر آنا نصف سلوک ہے۔ تو اگر اللہ پاک نے کسی کو یہ چیز دے

دی تو اس وجہ سے اگر وہ خاتون سلسلے سے آگے پیچھے بھی ہو رہی تھی ،یعنی کٹی تو نہیں تھی لیکن سلسلے سے کافی دور چلی گئی تھی۔اب اللہ پاک اس کو واپس لے آئے۔

﴿توحید مطلب﴾

یہ حضرت گنگوہیؒ کی کتاب امداد السلوک ہے۔اللہ پاک حضرت کے علوم ہمیں نصیب فرمائے اور جن چیزوں سے حضرت نے ہمیں ڈرایا ہے اللہ کرے کہ ان چیزوں سے ہم رک جائیں۔حضرت نے لکھا ہے۔توحید مطلب اس کو کہتے ہیں کہ اپنے شیخ کے متعلق اس بات کا یقین رکھے کہ دنیا میں اس کے علاوہ مجھ کو مطلوب تک اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔اور گو اس زمانے میں دوسرے مشائخ بھی ہوں اور اس اوصاف کاملہ کے متصف بھی ہوں مگر میرا منزل مقصود پر پہنچنا اسی ایک کی بدولت ہوگا سو توحید مطلب سلوک کا بڑا رکن ہے اور جس کو یہ حاصل نہیں ہوگا وہ پراگندہ اور پریشان اور ہرجائی بنا پھرے گا۔اور کسی جنگل میں بھٹکتا ہوا کیوں نہ ہلاک ہوجائے۔تو حق تعالیٰ کو بھی اس کی مطلق پرواہ نہیں ہوگی۔پس مشائخ زمانہ میں ہر شخص کے متعلق یہ سمجھنا کہ یہ بھی میری پیاس کو بجھا کر مطلب تک پہنچا سکتا ہے یہ سلوک کے لئے مضر ہے بلکہ جس طرح حق اور قبلہ ایک ہے اسی طرح رہبر شیخ بھی ایک ہی کو سمجھے ورنہ بربادی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا اور اسی طرح بہتیرے تباہ ہوگئے ہیں،سو اگر اس کا وسوسہ بھی آ گیا کہ اس عالم میں اس شیخ کے علاوہ کوئی دوسرا بھی مجھ کو مطلب تک پہنچا سکتا ہے تو ضرور شیطان اس پر قبضہ جمائے گا اور لغزش میں ڈالے گا۔اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیطان کسی اور پیر کی صورت میں آ جائے گا اور چونکہ اس کا ضعیف قلب ہر شے کی طرف راہبری کا یقین کر لیتا ہے اس لئے اس کو اپنا پیر بنا لے گا۔دیکھ کر اس کی طرف جھکے گا اور اس پر اپنا رنگ جما کر ایسا تصرف

کرے گا کہ پھر چھٹکارا مشکل ہوگا۔ بہرحال اس کو تباہ کردے گا اور ایسے شعبدے دکھائے گا کہ اس کو عقیدہ باطل پر جمادے گا۔ اور چونکہ مطلب حاصل ہونے پر شیطان کو راہ نہیں ملتی اور وہ اس کے شیخ کی صورت بن نہیں سکتا۔ کیونکہ جناب رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے علماء کے مثل فرمایا ہے پس شیطان لعین جیسے آپ ﷺ کی صورت نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھ کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل ہرگز نہیں بنا سکتا۔ اس پر شیطان مطبع شریعت محمدیہ شیخ کی بھی صورت نہیں بنا سکتا۔ پس مرید محفوظ رہتا ہے اور امن کے ساتھ مقامات اور منازل طے کرتا رہتا ہے۔

یہ والی بات بہت اہم ہے کہ حضرت نے اس انداز سے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اپنے شیخ سے وابستہ رہے تو شیطان کے لئے بہت سارے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ وہ اس پر کچھ نہیں کرسکتا۔ ہاں یہ بات ہے کہ آدمی شیخ کی تلاش میں کوشش کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ کہیں کسی غلط آدمی کے پیچھے چلا جائے اور نقصان ہوجائے تو اس کا بڑا خیال رکھنا چاہیے۔ میرے خیال میں آج کے لئے اتنا کافی ہے۔

﴿سالک کے لئے مفید کتب﴾

تفسیر۔ معارف القرآن مؤلفہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ تفسیر عثمانی اور تفسیر مظہری۔

حدیث۔ ریاض الصالحین اور معارف الحدیث مؤلفہ مولانا منظور نعمانیؒ۔

فقہ۔ بہشتی زیور مؤلفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور تعلیم الاسلام مؤلفہ مفتی کفایت اللہؒ۔

تصوف۔ بندہ کی کتاب تصوف کا خلاصہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات پر مشتمل

کتاب شریعت و طریقت ،حضرت مولانا محمداشرف صاحبؒ کی کتاب سلوک سلیمانی 3 جلدیں۔ بندہ کی زیر طبع کتاب فہم التصوف اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ اور ملفوظات۔

فضائل۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی فضائل اعمال ،فضائل درود شریف اور فضائل حج۔

معذرت: بندہ نے عوام کو پریشانی سے بچانے کے لئے اس کا اہتمام نہیں کیا کہ مضمون کا کونسا حصّہ کہاں سے لیا گیا ہے۔روانی اور اختصار کے لئے اس کو ایسا لکھا ہے جیسا کہ ایک ہی شخص کے قلم سے لکھا گیا ہو۔ بندہ کو اپنے الفاظ کے بارے میں بھی یہ دعویٰ نہیں کہ یہ بندہ کے اپنے ہیں بلکہ جو کچھ تحریر کیا اپنے شیخ حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ ،حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مدنیؒ ،حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ و دیگر اکابر کی برکت ہے۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ضروری نوٹ: الف) اگر شرعی رکاوٹ نہ ہوتو اپنا حال بالمشافہ یا بذریعہ ٹیلیفون شیخ کو بتائے۔نہیں تو خط کے ذریعے۔

(خواتین کے لئے بالمشافہ رابطہ زیادہ مناسب نہیں ہے۔)

ب) شیخ کی جو تحقیق ہو اس کو جاننے کے بعد اس پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آرہی ہو تو پھر پوچھ لیا جائے۔

ج) اپنے شیخ کو کل عالم میں اپنے لئے سب سے بہتر سمجھیں۔ یہ نہیں کہ اس کو سب سے افضل سمجھیں کیونکہ اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور فقیر تو بہت گنہگار ہے اللہ تعالیٰ ستاری فرمائے۔

د۔ روحانی اصلاح کے لئے صرف اپنے شیخ سے تعلق رکھیں۔کبھی کسی اور پر اپنا حال ظاہر نہ کریں اس سے بعض اوقات سخت نقصان ہوسکتا ہے۔اسی کو توحید مطلب کہتے ہیں۔ بقول

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

چار حق مرشد کے ہیں رکھ ان کو یاد   اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد

متعلقین سے گزارش۔جن کا اصلاحی تعلق فقیر کے ساتھ ہو ان سے گزارش ہے کہ تعلق قائم کرنے کے بعد ایک سادہ کاغذ پر اپنا نام اور ولدیت پتہ تعلیمی کوائف مشاغل، اپنے معمولات، اگر کسی سے پہلے ذکر لیا ہو تو وہ ذکر اور بتانے والے کا تعارف تفصیل سے صاف صاف لکھ کر فقیر کو دے دیجئے تا کہ فقیر کو آپ کو مشورہ دینے میں یہ معلومات کام میں لائے۔خصوصی طور پر اگر بالمشافہ ملنا ہو تو تشریف لانے سے پہلے ٹیلیفون پر وقت لیں تا کہ فقیر کے معمولات میں کوئی خلل نہ آئے جو کہ روحانیات میں سالکین کے لئے سخت مضر ثابت ہوتا ہے۔ٹیلیفون عشاء کی نماز کے ایک گھنٹہ بعد سے لے کر ڈیڑھ گھنٹہ بعد تک کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ یہی وقت اس کے لئے مختص کیا گیا ہے۔051 کوڈ کے ساتھ خانقاہ کا ٹیلیفون نمبر   ہے۔موبائل نمبر 0300-5010542 ہے اگر یہ نمبر تبدیل ہو گیا ہو تو پھر 0321-5289275 سے نیا نمبر دریافت کیا جائے۔

فقیر سے متعلق حضرات کے لئے ابتدائی ہدایات

بیعت کے وقت کی تعلیم میں جو کچھ بتایا گیا ہے اس کو فقیر کی طرف سے بھی سمجھا جائے۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل باتوں کا بھی خیال رکھا جائے۔

1- فقیر کے دیئے ہوئے ذکر کے ساتھ کلمہ سوم 100 بار، درود شریف 100 بار ، استغفار 100 بار صبح شام تسبیحات کی جائیں۔ ہر نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ ، 33 بار الحمد للہ،

34 بار اللہ اکبر ۔تین بار درود شریف پڑھیں۔ تین بار کلمہ طیبہ اور تین بار استغفار کا ذکر کیا جائے اور ایک بار آیت الکرسی کی تلاوت کی جائے۔

2۔ نوافل کا جو معمول ہو اس کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے اگر نہ ہو سکے تو فقیر کیساتھ اس کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔خود سے اپنے لئے نوافل یا نفلی عبادت کا معمول مقرر نہ کیا جائے۔

3۔ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات درود شریف کی کثرت اور جمعہ کے روز سورۃ کہف کی تلاوت کا خاص اہتمام کیا جائے اور جمعہ کے آخر وقت میں اپنے لئے ،فقیر کے لئے اور پوری امت کے لئے دعائیں کرنے کی کوشش کی جائے۔

4۔ روزانہ کم از کم آدھا پارہ تلاوت کی جائے۔اگر ضروری تجوید نہ جانتا ہو تو جلد از جلد اس کو سیکھنے کی اور اگر مخارج درست نہ ہوں تو ان کی درستگی کا بندوبست کیا جائے۔

5۔ اپنے ہاتھ، زبان اور قلم کے شر سے ہر کسی کو بچائیں۔جس چیز میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا اس میں مشغول ہونے کو سب سے بڑی حماقت جانیں اور اس سے بچیں۔ کوشش کی جائے کہ بشرط تحمل ہر کسی کو فائدہ پہنچایا جائے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے اور خود کوشش بھی۔خط کشیدہ بات کے لئے فقیر سے مشورہ مفید ہوگا۔

﴿شیطان سے کیسے بچا جائے﴾

شیطان سے بچنے کے لئے ممکن طریقوں کا اب اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿پہلا طریقہ تعوذ﴾

یہ مسنون طریقہ ہے اور قرآن میں آیا ہے کہ جب قرآن کی تلاوت کرو تو شیطان سے پناہ مانگو۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پاس شیطان رجیم سے ۔ کہتے ہیں جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے ۔ پس اللہ کی پناہ میں آ کر ہی شیطان سے بچا جا سکتا ہے۔ قرآن پڑھنے سے پہلے تعوذ پڑھنا چاہیئے ۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ(۹۸) اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ(۹۹) اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ(۱۰۰) (پس تو جب پڑھنے لگے قرآن تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے ۔ اُس کا اُن پر زور نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور تو ان پر چلتا ہے جو اُس کو رفیق سمجھتے ہیں اور اُس کو شریک مانتے ہیں ۔)

قرآن ہدایت کی کتاب ہے ۔اس کے نازل ہونے کے وقت بھی اس کی شیطان سے حفاظت کا خصوصی اہتمام کیا گیا کہ جنات پر پابندی لگ گئی اور وہ ان مقامات تک پھر نہیں جا سکتے تھے جن تک پہلے جا سکتے تھے ۔ اب جب ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں تو اس کے ذریعے ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو جاتا ہے اور ہم کو صحیح راستے کی رہنمائی ملتی ہے ۔شیطان یہ کب گوارہ کر سکتا ہے ۔اس لئے ہمیں جلد از جلد تلاوت سے غافل کرنا چاہے گا اس لئے ابتداء سے ہی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جائیں

تا کہ یہ مردود ہمیں اس نعمت سے محروم نہ کر سکے۔اس میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جولوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا بس ان پرنہیں چلتا اور جولوگ اس پر بھروسہ کرتے ہیں یعنی اس کی بات مانتے ہیں اور اس کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اور ان کو گویا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں کیونکہ کامیابی تو اللہ تعالیٰ کی بات ماننے میں ہے اور یہ شیطان کی بات ماننے میں بھی کامیابی سمجھتے ہیں اس لئے ان پر شیطان کا پورا زور چلتا ہے۔اس وقت یہ لوگ شیطان کے لئے پورے مسخر ہو جاتے ہیں اور دوسرے لفظوں میں مجسم شیطان بن جاتے ہیں۔ایک بات سمجھنے کے لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اصل شیطان کے پاس صرف وسوسے کی طاقت ہوتی ہے اور وہ صرف وسوسہ ڈال سکتا ہے لیکن جو انسان شیطان مجسم بنتا ہے وہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے کیونکہ یہ اپنے تمام قویٰ شیطان کے حوالے کر دیتا ہے اور پھر شیطان جو چاہتا ہے اس کے ذریعے کرتا ہے۔گویا کہ جسم و جان انسان کا ہوتا ہے اور ارادہ شیطان کا ہوتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں شیطان مردود سے پناہ مانگنا بہت ضروری ہے۔

وساوس پر تعوذ نہیں پڑھنا

اگر وساوس تنگ کریں تو اس کا علاج تعوذ نہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی پرواہ نہ کرے یعنی اس سے پریشان نہ ہوں کیونکہ وساوس بجلی کی ننگی تار کی طرح ہیں۔ان کو کوئی دور کرنے کی نیت سے بھی ہاتھ لگائے تو پکڑیں گے۔اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی طرف التفات نہ کی جائے۔یہ وہ گر ہے جو آب زر سے لکھے کی قابل ہے۔ہزاروں کو شیطان وساوس کے ذریعے اتنا تھکا دیتا ہے کہ وہ دین کو سلام کر دیتے ہیں۔بعض لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں۔بعض لوگ اچھے لوگوں کے پاس جانا چھوڑ دیتے ہیں۔اب

ان سب چیزوں کا علاج کتنا آسان ہے لیکن شیطان ان کو یہ علاج کرنے نہیں دیتا ہے اس وقت اناڑی پیر تو لوگوں کو وظیفوں پر وظیفے دیتے ہیں جس سے ان کو فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے اور صحیح مشائخ ان کو تسلی دیتے ہیں کہ ان وساوس کی مثال ان کتوں کی طرح ہے جو باندھے ہوئے ہوں آواز تو بہت خطرناک لیکن مضر ذرا بھی نہیں اس لئے جو خاموشی سے گزر جائے ان کو ضرر کوئی نہیں ورنہ راستے سے واپس ہو کر اپنا نقصان کر دیں گے۔

﴿شریعت پر استقامت بہت بڑی صفت ہے﴾

شیطان عالم بھی ہے اور ذہین بھی۔ اس لئے اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا شریعت پر اٹوٹ ایمان ہو اور ہم اپنے ذہن و سوچ کو اس میں ذرا بھی دخل نہ دینے دیں ورنہ عین ممکن ہے دانشوری کے جامے میں ہم سے کیا سے کیا کرا دے۔

حضرت امیر معاویہؓ ایک دفعہ تہجد سے رہ گئے۔ اگلے دن بہت آہ وزاری کی کہ یہ کیا ہوا۔ اگلے دن شیطان نے اُن کو جگایا۔ انہوں نے پوچھا کون۔ اس نے کہا کوئی بھی ہوں تم اٹھو اور تہجد پڑھو۔ زور دینے پر بتایا کہ وہ شیطان ہے۔ کہا یہ کام کب سے شروع کیا کہا میں بھی عابد تھا پرانا جوش آیا تو آپ کو اٹھایا۔ حضرت نہ مانے۔ آخر بتانا پڑا کہ کل تہجد نہ پڑھنے پر اتنا افسوس کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو تہجد سے بھی زیادہ اجر ملا میں نے سوچا کہ تہجد پڑھ لے لیکن وہ ثواب تجھے نہ ملے۔ حضرتؓ نے اٹھ کر تہجد پڑھ مجتہد نہ ہوتے تو کہتے کہ شیطان کی مخالفت کرنی چاہیے۔ لیکن اس پر عمل ہو تو شیطان کو راستہ مل جائے اور اچھی اچھی باتوں کا امر کرنے لگے اور لوگ مخالفت میں الٹا چل کر غلط کاری میں مبتلا ہوں۔ اس لئے صحیح بات شیطان بھی کہے تو ماننا ضروری ہے۔ غلط بات

بزرگ بھی کہے تو اس کو معذور سمجھ کر اور انکے لئے بہتر تاویل کر کے خود اس سے معذرت کرے۔ بعض دفعہ بات غلط نہیں ہوتی لیکن شرح صدر میں اختلاف ہوتا ہے اس وقت بھی حتی الامکان حق کی پیروی کرنا ہمارے بزرگوں کا شیوہ ہے۔

﴿ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا﴾

جو شخص بھی فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا معمول بنائے گا۔ اس کی اور جنت کے درمیان بس موت ہی حائل ہے۔ آیت الکرسی شیطان کا بہت بڑا توڑ ہے اس کے مضمون پر غور کریں تو اس میں توحید خالص ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا اعلان ہے اس لئے جو بھی توحید خالص کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آئے گا تو موت ہی اس کے لئے جنت سے حائل ہوگی۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے شیطان کو چوری کرتے ہوئے پکڑا یعنی اس پر قادر ہوئے۔ شیطان نے بہت منت کی لیکن انہوں نے اس کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔ اس پر شیطان نے منت کی کہ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو ایسی چیز بتا دوں گا کہ آپ اس کو پڑھیں گے تو میں تجھ پر قابو نہیں پا سکوں گا۔ انہوں نے کہا بتاؤ تو اس نے کہا کہ جو آیت الکرسی پڑھے گا اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ یہ واقعہ جب اُن صحابیؓ نے حضور ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جھوٹے نے سچ کہا۔

اس لئے ہم جب کسی کو ہر نماز کے بعد کرنے کیلئے ذکر فاطمی دیتے ہیں تو اس کے ساتھ تین مرتبہ کلمہ طیبہ، تین مرتبہ درود ابراہیمی، تین دفعہ استغفار اور ایک دفعہ آیت الکرسی بھی بتاتے ہیں۔ ملٹی وٹامن کی طرح اس کے برکات گونا گوں ہیں اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿کثرت کے ساتھ ذکر کرنا﴾

فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کے جسم پر اس انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے کہ کب یہ ذکر سے غافل ہو تو میں اس کے دل میں وساوس کی سوئی چبھو دوں۔ پس جو شخص ذکر کرتا ہے اور اس سے غافل نہیں ہوتا تو شیطان کو پھر موقع نہیں ملتا اس کے دل میں وساوس کو داخل کرنے کے لئے۔ اس لئے عقل مند لوگ اللہ تعالیٰ کو کثرت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ(۱۹۰) الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِھِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ(۱۹۱) جسکا مفہوم ہے کہ بے شک کائنات کی تخلیق اور دنوں کی الٹ پھیر میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں اور آگے عقلمندوں کی نشانی میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے یعنی ہر حال میں ذکر کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ عقلمند لوگ کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔ کثرت سے ذکر عموماً ان کو نصیب ہوتا ہے جن کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی ہے۔ جو تسبیح ہاتھ میں رکھنے سے شرماتے ہیں ان کو ذکر کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی ہے چاہے کتنا ہی غافل ہو کسی وقت وہ ذکر کر ہی لیتا ہے لہٰذا وہ ان لوگوں سے فائدے میں رہتا ہے جو ہاتھ میں تسبیح نہیں رکھتے۔ بعض لوگ اس ڈر سے کہ لوگ کیا کہیں گے ہاتھ میں تسبیح نہیں رکھتے تو یاد رکھئے آپ ﷺ نے ہمیں اس سے بے نیاز کیا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اتنا ذکر کرو کہ لوگ تمہیں ریا کار کہہ دیں اور اتنا ذکر کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہیں۔ اب لوگوں کے کہنے کا کیا ڈر؟ لوگ جانیں اور ان کا کام ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ

اور اللہ کے حبیب ﷺ سے ہے۔ ہمیں تو ان کو راضی رکھنا ہے اور بس۔ تو دوستو! شرم نہ کرو چھوٹی سی تسبیح ہاتھ میں رکھنے سے آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقلمندوں کی صف میں آ سکتے ہیں اور شیطان سے بچ سکتے۔ اندھے کو کیا چاہئے دو آنکھیں۔

﴿موت کی یاد﴾

ایک اور بات جو شیطان کے جالوں کو توڑ کر رکھتی ہے وہ موت کی یاد ہے۔ جس کو موت یاد نہیں وہ شیطان کے لئے تر نوالا ہے۔ اور جس کو موت یاد ہے وہ شیطان کے جال میں مشکل سے ہی پھنستا ہے۔ آپ سوچیئے کہ اگر کل کسی کو پھانسی دی جانے لگی ہو۔ وہ پھانسی والا رات کیسے گزارے گا؟ کیا غفلت سے؟ نہیں اکثر لوگ اس میں نماز پڑھتے ہیں توبہ کرتے ہیں تلاوت کرتے ہیں دعائیں کرتے ہیں۔ یہ کس چیز کی برکت ہے؟ موت کی یاد ہونے کی۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کی ایک اللہ والے سے دوستی ہو گئی وہ غالباً حکیم ہوں گے انہوں نے بادشاہ کو کسی وجہ سے ایک گولی دے دی کہ رات کو کھالیں۔ اس نے جو کھالیا تو اس پر شہوت کا اتنا غلبہ ہو گیا کہ اس کو اپنے تمام بیویوں اور باندیوں سے ملنا پڑا۔ بادشاہ کے دل میں وسوسہ آیا کہ ایک گولی نے میرا یہ حال کر دیا تو اس حکیم کا کیا حال ہو گا جس کے پاس یہ دوائی موجود ہے۔ بظاہر تو بڑا پاک ہے لیکن کیا پتہ اندر سے کیسا ہو۔ وہ اللہ والا اس کے اس خیال کو پا گیا۔ اس نے بادشاہ سے کہا میری گولی کی تاثیر تو دیکھ لی تو اب میرا ایک اور کمال بھی دیکھ لے وہ یہ ہے کہ مجھے اپنے علم سے پتہ چلا ہے کہ 40 دن بعد آپ اس دنیا سے چلے جائیں گے اور چونکہ یہ خبر بہت وحشت ناک ہے اس لئے آپ کو میں 40 گولیاں دیتا ہوں تا کہ آپ کو قوت رہے اور زیادہ پریشان نہ ہوں۔ بادشاہ کی چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور اس اللہ والے نے اس کو

مزید تسلیاں بھی دیں اوراس کے بعد اپنے محل میں اپنی زندگی کے آخری 40 دن کاٹنے لگا۔اس کے بعداس کا کسی بھی کام میں جی نہیں لگ رہا تھا بس ذکرفکراور دعاؤں میں مشغول رہا۔وہ گولیاں کھا کربھی اس کا دھیان کسی بیوی کے طرف نہیں گیا۔جب 40 دن پورے ہوئے اورموت نہ آئی تو خوشی خوشی حکیم صاحب کو بتادیا کہ میں تو نہیں مرا حکیم صاحب نے کہا کہ اللہ آپ کوسلامت رکھے۔یہ تو صرف میں نے اس لئے کیا تھا کہ آپ کو پتا چلے کہ موت یاد ہوتو پھراس طرف دھیان نہیں جاتا ہاں حقوق پورا کرنے کے لئے ایک فرض سمجھ کراس کو کرنا پڑتا ہے۔آپ کوتو 40 دن کا خیال تھا کہ 40 دن کے بعدمریں گےاور میرا تو یہ حال کہ ایک لمحے کا بھی پتا نہیں۔اس کو جب اتنا قریب پارہاہوں تو ان گولیوں سے محض تقویت ہورہی ہےاوربس۔

﴿صحبتِ صالحین﴾

شیطان سے بچنے کے لئے صالحین کی صحبت محفوظ قلعے کا کام دیتی ہے۔

بقول مولانا رومؒ

صحبت صالح ترا صالح کند ‏ ‏ صحبت طالح ترا طالح کند

صحبت صالح اگر یک ساعت است ‏ ‏ بہتر از صد سالہ زہد وطاعت است

یعنی نیک صحبت تجھے نیک اور بدصحبت بد بنادے گی۔صحبت صالح اگرایک گھڑی کے لئے ہو وہ سوسال کے زہد و طاعت سے بہتر ہے۔وجہ یہ ہے کہ بغیر نیک صحبت کے انسان علم نافع اورنیت خالص سے محروم رہتا ہے جس پر تمام اعمال کا انحصار ہے۔اس لئے صحبت صالح کے ذریعے شیطان کے جالوں اور چالوں سے انسان محفوظ رہ سکتا ہے۔

﴿اچھی کتابوں کا مطالعہ﴾

اصل تو صحبت صالحین ہے لیکن ان کی غیر موجودگی میں انسان ان صالحین کی کتابوں سے مستفید ہوسکتا ہے یعنی وہ صحبت صالحین کا قائمقام بن سکتی ہیں۔حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ اور ملفوظات اس سلسلے میں اکثیر کا کام کرتے ہیں۔ دوسرے اکابر کی کتابیں بھی ہیں،ان کے لئے مشورہ کیا جاسکتا ہے۔بہتر یہ ہے کہ دونوں کو جمع کیا جائے کہ صحبت صالحین کو قریب میسر نہ ہو یا ہر وقت میسر نہ ہو تو ان حضرات کے مشورے سے کتابوں کا انتخاب کیا جائے کہ ان کی صحبت کی عدم دستیابی کے وقت کام دے سکے۔

﴿شیاطین کے آلات سے بچنا﴾

بعض آلات شیاطین کے براہ راست تصرف میں ہوتے ہیں۔ان میں ٹی وی،انٹر نیٹ،غلط کتابیں ، غلط سی ڈیز،موبائل فون مخلوط مجالس وغیرہ ۔ان میں بعض سے تو بالکل احتراز کرنا چاہیئے مثلاً ٹی وی،غلط کتابیں،غلط سی ڈیز وغیرہ اور بعض کے بارے میں چند چیزوں کے خیال رکھنا چاہیئے ۔ان میں انٹرنیٹ،موبائل فون اور مخلوط مجالس ہیں کیونکہ بعض دفعہ یہ ناگزیر ہوتے ہیں۔انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بچنے کے لئے اس کا سکرین کمرے کے دروازے کی طرف کیا جائے ،اپنی طرف نہیں۔موبائل فون حتی الوسع کیمرے والا نہیں لینا چاہیئے ۔اوران پر Ring tone بیپ کا رکھنا چاہیئے کہ فون کی آمد کا اشارہ ایک بیپ کے ساتھ ہو اور باقی ارتعاش پر رکھا جائے تاکہ مسجد کی بے حرمتی سے احتراز ہوسکے۔مخلوط مجالس میں غیر محرم سے حتی الوسع احتراز ہونا چاہیئے اور دوسرے مواقع پر نیچی نگاہ کے ساتھ صرف ضروری بات چیت ہو اور ہاتھ ملانے سے بچا جائے ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سب باتوں کے سمجھنے اوران پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

ہماری دیگر مطبوعات

المؤذن پاکستان کے 5000 مقامات کے لئے نمازوں کے اوقات، سحری اور افطاری کے اوقات اور قبلہ معلوم کرنے کیلئے معلومات پر مشتمل کتاب

کشف ہلال رویت ہلال کے لئے جدید ترین تحقیقات پر مشتمل کتاب

میراث کا حساب میراث کا فن صرف دو دنوں میں سیکھنے کیلئے ایک آسان کتاب اس کتاب کے پڑھنے سے میراث کے تمام سوالات حل ہو سکتے ہیں

فہم المیراث مدلل میراث کے جزویات پر قرآن اور حدیث سے دلائل پر مشتمل کتاب۔ کہا جاتا ہے کہ ایسی کتاب اردو زبان میں پہلی دفعہ شائع ہوئی ہے

فہم الفلکیات مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر 14 سے فلکیات کے موضوع پر شائع شدہ کتاب جس کے ذریعے قبلہ اور اوقاتِ صلوٰۃ کے حسابات بھی کئے جا سکتے ہیں

فہم الریاضی درس نظامی کے طلباء اور طالبات کے لئے مطلوب ریاضی پر مشتمل کتاب

تصوف کا خلاصہ یہ کتاب تصوف کے موضوع پر سوال و جواب کی صورت میں عام فہم انداز میں لکھی گئی ہے جو اشکالات و سوالات عام قاری کے ذہن میں آ سکتے ہیں ان کا تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔

زبدۃ التصوف یہ مختصر مگر جامع کتاب تصوف کا نچوڑ ہے ہدیہ -/30 روپے

بیانات کی سی ڈیز

فقیر کے بیانات پر مشتمل ان CD's میں بیانات کے علاوہ میراث اور ایام ماہواری کا حساب کرنے والے سافٹ ویئرز کے علاوہ نمازوں کے اوقات اور قبلہ کی تعیین کے سافٹ ویئرز بھی شامل ہیں۔ ہدیہ 26 سی ڈیز، 700 روپے

فقیر کی مجالسِ ذکر و درود شریف

1 خیابان چوک بالمقابل I-10/4 خیمے والی مسجد میں ہر پیر کو بعد از نمازِ مغرب ذکر کی مجلس اور ہر جمعرات کو بعد از نماز مغرب درود شریف کی مجلس

2 جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ پاکیزہ مارکیٹ گلی نمبر 1, I-8/4 اسلام آباد میں ہر اتوار کو بعد از نماز مغرب بیان اور مجلس ذکر

3 جامع مسجد الف دین میں ہر جمعرات کو بعد از نماز مغرب درود شریف کی مجلس (امین ٹاون راولپنڈی میں)

4 خانقاہ امدادیہ میں ہر ہفتے کی نماز عصر سے اتوار کی اشراق تک جوڑ

5 باقی دنوں میں خانقاہ امدادیہ میں ہر روز مغرب تا عشاء درس ملفوظات شریف (حضرت تھانویؒ)

6 ہر اتوار کو دن 11 بجے خواتین کیلئے درس قرآن شریف شاہ صاحب کے گھر پر بیان (امین ٹاون راولپنڈی میں)